

ترجمانِ اُشتیہ کا ایک باب

مفت
رضوان اللہ علیہ

الایام المہدی

تألیف

زبدۃ المحدثین حضرت مولانا سید محمد بدیع الدین عالم مہاجر مدنی قدس سرہ، حاصل دیوبند
تلمیذ ارشد امام المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ

ناشر

بیت الہدٰی محمد بن شہید گیلانی

لاہور ○ پاکستان

ترجمانِ اُشتیہ کا ایک باب

رضوان اللہ علیہ

الایام المہندی

تالیف

زبدۃ الخیرین حضرت مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی قدس سرہ، قابلِ مہینہ
تلمیذ ارشد امام الخیرین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ

ناشر

سید احمد شہید گیلانی

لاہور ○ پاکستان

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

نمبر شمار

- ۱ امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کا نام و نسب و حلیہ شریف ۵
- ۲ آپ کے ظہور سے پہلے سفیانی کا خروج شاہ روم اور مسلمانوں کی جنگ اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا۔ ۵
- ۳ امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کی تلاش اور ان سے بیعت کرنا۔ ۶
- ۴ خراسانی سردار کا امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کی اعانت کے لیے فوج روانہ کرنا اور سفیانی کے لشکر کا تباہ ہو جانا۔ ۶
- ۵ عیسائیوں کا مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اجتماع اور امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خونریز جنگ اور آخر میں امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین۔ ۷
- ۶ ستر ہزار فوج کے ساتھ امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کی فتح قسطنطنیہ کے لیے روانگی اور ایک لعرہ تکبیر سے شہر کا فتح ہونا۔ ۷
- ۷ امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کا دجال کی تلاش کے لیے ایک دستہ روانہ فرمانا اور ان کی افضلیت کا حال۔ ۸
- ۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور اس وقت کی نماز امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ادا کرنا۔ ۸
- ۹ امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کے عہد کی خوشحالی اور اس کی مدت ۹

صفحہ نمبر

نمبر شمار

- | | | |
|----|---|----|
| ۸ | اور اُن کی وفات - | |
| ۱۷ | امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کا نام اور اُن کا نسب اور
علیہ شریف - | ۱۰ |
| | امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلم کا ظہور اور حجرِ اسود اور مقام
ابراہیم علیہ السلام کے درمیان اہل مکہ کی ان سے بیعت کرنا - | ۱۱ |
| ۲۰ | | |
| ۳۵ | سفینی کا نکلنا اور مقام بیدار میں اپنی فوج کے ساتھ ہلاک ہونا - | ۱۲ |
| ۳۹ | دجال اکبر - | ۱۳ |
| | ابن صیاد کا نام اور اُس کے باپ کا علیہ اور اس کی عجیب و غریب
صفات کا بیان - | ۱۴ |
| ۴۵ | | |
| ۵۸ | دجالی فتنہ - | ۱۵ |

الامام المہدی

رضوان اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام مہدی کی احادیث مطالعہ فرمانے سے قبل ان کا مختصر تذکرہ معلوم کر لینا ضروری ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضرت امام مہدی کا نام و نسب | حضرت امام مہدی سید اور اولادِ فاطمہ زہرا میں سے ہیں۔ آپ کا قد و قامت اور ان کا علیہ شریفہ | قدمے لانا، بدن چست رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے

کے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف محمد والد کا نام عبد اللہ والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا، زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے متکلم ہو کر کبھی کبھی دان پر ہاتھ مائیں گے۔ آپ کا علم لدنی دُعا دان ہوگا۔ سید زین العابدینؑ اپنے رسالہ الاشاعت میں تحریر کرتے ہیں کہ تلاش کے باوجود مجھ کو آپ کی والدہ کا نام روایت میں کہیں نہیں ملا۔

آپ کے ظہور سے قبل سفیان کا خروج | آپ کے ظہور سے قبل ملک عرب شام میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص شاہ روم اور مسلمانوں میں جنگ پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ اس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں چلیگا اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا۔ اس درمیان میں بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔

الفرق قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا۔ بادشاہ روم دار الخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں پناہ جائیگا اور عیسائیوں کے دوسرے فرقہ کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خوزیر جنگ کے بعد فرقہ مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فرقہ میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اسی کے نام سے یہ فتح ہوئی۔ پھر اس اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا نہیں دین اسلام

لہ حسب بیان سید برزنجی یہ شخص خالد بن یزید بن ابی سفیان کی نسل سے ہوگا۔ امام قرطبی نے اپنے تذکرہ میں اس کا نام عروہ تحریر فرمایا ہے۔ سید برزنجی نے اپنے رسالہ الاشاعت میں اس کا علیہ اور اس کے دور کی پوری تاریخ تحریر فرمائی ہے مگر اس کا اکثر حصہ موقوف روایات سے ماخوذ ہے اسی لئے ہم نے شاہ صاحب کے رسالہ سے اس کا مختصر تذکرہ نقل کیا ہے امام قرطبی نے بھی امام مہدی کے دور کی پوری تاریخ نقل فرمائی ہے۔ تذکرہ قرطبی گو اس وقت دستیاب نہیں مگر اس کا مختصر مؤلفہ امام شعرائی عام طور پر مکتبہ قابل ملاحظہ ہے۔ سید برزنجی کے رسالہ میں امام مہدی کے زمانہ کے مفصل اور مرتب تاریخ کے علاوہ اس باب کی مختصر حدیثوں میں جمع و تطبیق کی پوری کوشش کی گئی ہے لیکن چونکہ اس باب کی اکثر روایات ضعیف تھیں اس لئے ہم نے ان کے درمیان تطبیق نقل کرنے کی

چندان اہمیت محسوس نہیں کی۔

غالب ہوا اور اسی کی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں باپنی باپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی، باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے، عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ کے قریب ہے) پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام ہدیٰ کو تلاش کرنا چاہئے، تاکہ ان کے ذریعہ سے یہ مصیبتیں ندر ہوں۔ اور دشمن کے پنجے سے نجات ملے۔

امام ہدیٰ کی تلاش | حضرت امام ہدیٰ اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ بارہا لوگ اور ان سے بیعت کرنا | جو جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں کہ معطلہ چلے جائیں گے۔ اس زمانے کے اولیاء کرام اور ابدال عظام آپ کو تلاش کریں گے بعض آدمی ہدیٰ ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت ہدیٰ علیہ السلام رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان خاد کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کر لے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہیں لگ چکے گا۔ اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی "هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْقِعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا" اس سے پہلے کہ اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس کہ معطلہ چلی آئیں گی۔ شام و عراق اور یمن کے اولیاء کرام و ابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے لاتعداد لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے (جس کو تلمح الکعبہ کہتے ہیں) خراسانی سرور کا امام ہدیٰ | نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے کی افانت کے لئے فوج روانہ کرنا اور سفیانی کے لشکر کا ہلاک و تباہ ہو جانا | عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کر دے گا۔ اس لشکر کے مقدمہ الجیش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی (جس کا ذکر اوپر گندجکا اہل بیت کا دشمن ہوگا اس کی نہال قوم بنو کلب ہوگی۔ حضرت امام ہدیٰ کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے ایک حضرت امام ہدیٰ کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا اور دوسرا سفیانی کو۔ عرب کی فوجوں کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف فوجوں کے جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے

عیسائیوں کا مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے اختراع اور امام ہدی کے ساتھ خوریز جنگ اور آخر میں امام ہدی کی فتح میں

مالک سے فوج کثیر لے کر امام ہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے شام میں جمع ہو جائیں گے ان کی فوج کے اس وقت ستر چھٹے ہوں گے۔ اور ہر چھٹے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوں گی جس کی کل تعداد ۴۰۰۰۰ ہوگی حضرت امام ہدی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے پاس آکر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت حضرت امام ہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا۔ خداوند کریم ان کی توبہ پر گز قبول فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر واحد کے شہداء کے مراتب کی پہنچیں گے اور کچھ توفیق ایزدی قیاب ہو کر ہمیشہ کے لئے گمراہی اور انجام بد سے چسکارا پالیں گے حضرت امام ہدی دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت ہمد کر کے نکلی گی کیا میدان جنگ فتح کریں گے یا ہوجائیں گے یہ جماعت سب کی سب شہید ہو جائے گی حضرت امام ہدی باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر میں واپس آئیں گے دوسرے دن پھر ایک بڑی جماعت یہ ہمد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدان جنگ سے واپس نہیں آئیں گے باہر جائیں گے۔ اور حضرت امام ہدی کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی جام شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت حضرت امام ہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ لوٹیں گے۔ تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر نکلے گی اور وہ بھی شہید ہو جائے گی اور حضرت امام ہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ چوتھے روز حضرت امام ہدی رسد گاہ کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے۔ یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی مگر خداوند کریم ان کو فتح میں عطا فرمائے گا۔ عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے مانع سے حکومت کی بڑکل جائے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہنوں کو جہنم رسید کریں گے اس کے بعد حضرت امام ہدی بے انتہا انعام و اکرام اس میدان کے شیروں جانا زوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے ظلمان و قبیلے ایسے ہوں گے جن میں فی صدی صرف ایک ہی آدمی بچا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت امام ہدی بلاد اسلام کے تمام دنس اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں بھیلا دیں گے اور ان ستر ہزار فوج کے ساتھ امام ہدی کی فتح قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے بھیکوادم کے کنارے امام ہدی کی فتح قسطنطنیہ پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحق کے ستر ہزار سپاہیوں کو کشیدیں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کیلئے روانگی اور ایک نعرہ عکبرے شہر کا فتح ہو جاتا ہے جس کو آج کل استنبول کہتے ہیں مقدونہ فرمائیں گے۔ جب یہ فیصل شہر کے قریب

پہنچ کر نعرہ تبیر بلند کریں گے تو اس کی نصیل نام خدا کی برکت سے یکایک مگر جائے گی مسلمان ہلا کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ سرکشوں کو ختم کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتلائی جمیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا۔ امام مہدی ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے۔

امام مہدی کا دجال کی اکافواہ اڑیگی کہ دجال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اس خبر کے سننے ہی حضرت تحقیق کیلئے ایک مختصر دستہ روانہ فرمایا اور ان کی انصافیت کا حال ان سو ارجن کے حق میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپوں و قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ لشکر کے آگے بطور ظلیعہ روانہ ہو کر معلوم کر لیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی مصلحت کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے اس میں کچھ عرصہ نہ گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائیگا اور قبل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آپہنچے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کر چکے ہوں گے اور اسباب حرب و ضرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا۔ لوگ نماز کی تیاری ہی میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور وقت دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ میری کی ناز امام مہدی کی امامت میں ادا کرنا۔

امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع و خوش خلقی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خدا فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کو دیکھو نہ کہ تمہارے بعض بعض کیلئے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقبل کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ سے کہیں گے کیا بنی اشراق لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تخت میں رہے گا۔ میں تو فخر فکری دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔

امام مہدی کے بعد خلافت کی خوشحالی تمام زمین حق پر امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے (بھر جائیگی) اور اس کی مدت اور ان کی وفات منور روشن ہو جائے گی۔ ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادت طاعت الہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے۔ آپ کی خلافت کی مسابقت یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنے اور ملک کے انتظام میں۔ آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ و جدال میں اور نوں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزرے گا۔ اس حباب سے آپ کی عمر ۴۴ سال کی ہوگی۔

بعد ازاں امام مہدی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر
دفن فرمائیں گے اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے استقامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے
(رسالہ علامات قیامت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ)

لہذا اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ شاہ صاحب موصوف نے یہ تمام سرگزشت گو حدیثوں کی روشنی ہی میں مرتب فرمائی ہے
جیسا کہ احادیث کے مطالعہ سے واضح ہے مگر واقعات کی ترتیب اور بعض جگہ ان کی تعبیر یہ دونوں باتیں خود حضرت موصوف ہی
کی جانب سے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حدیث و قرآن میں جو قصص و واقعات بیان کئے گئے ہیں خواہ وہ گزشتہ زمانے سے متعلق ہوں یا آئندہ
ان کا اسلوب بیان تاریخی کتابوں کا سا نہیں بلکہ حسب مناسبت مقام ان کا ایک ایک ٹکڑا متفرق طریقہ ذکر میں آگیا ہے پھر جب ان سب
ٹکڑوں کو جوڑا جائے تو بعض مقامات پر کسی اس کی کوئی درمیانی کڑی نہیں ملتی کہیں ان کی ترتیب میں شک و شبہ نہ جلتا ہے۔ ان
وجوہات کی بنا پر بعض خام طبائع تو اصل واقعہ کے ثبوت ہی سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ غور و فکر کرنا چاہئے کہ جب قرآن
حدیث کا اسلوب بیان ہی وہ نہیں جو آج ہماری تصانیف کا ہے تو پھر حدیثوں میں اس کو تلاش ہی کیوں کیا جائے؟ نیز جب ان متفرق
ٹکڑوں کی ترتیب صاحب شریعت نے خود بیان ہی نہیں فرمائی تو اس کو صاحب شریعت کے سر کیوں دکھایا جائے۔ لہذا اگر اپنی جانب سے
کوئی ترتیب قائم کر لی گئی ہے تو اس پر جزم کیوں کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن سے قائم کی ہے حقیقت اس کے
خلاف ہو۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے امور ہیں جو قرآنی یا روایتی قصص میں تشدد نظر آتے ہیں اس لئے یہاں جو قدم اپنی طائے سے
اٹھایا جائے اس کو کتاب و سنت کے سرکھڑیا ایک خطرناک اقدام ہے اور اس ابہام کی وجہ سے اصل واقعہ ہی کا انکار کر ڈالنا یا اس
سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ واقعات کی پوری تفصیل اور اس کے اجزاء کی پوری پوری ترتیب بیان کرنی
رسول کا وظیفہ نہیں یہ ایک مورخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی صرف بقدر ضرورت اطلاع دیدیتا ہے پھر جب ان کے
ظہور کا وقت آتا ہے تو وہ خود اپنی تفصیل کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور اس وقت یہ ایک کمرہ معلوم ہوتا ہے کہ
اتنے بڑے واقعات کے لئے جتنی اطلاع حدیثوں میں آچکی تھی وہ بہت کافی تھی اور قبل از وقت اس سے زیادہ تفصیلات مافوق
کے لئے بالکل غیر ضروری بلکہ شاید اور زیادہ الجھاؤ کا موجب تھیں۔ علاوہ ازیں جس کو ازل سے ابد تک کا علم ہے وہ خوب جانتا تھا
کہ امت میں دین و روایت اور اسانید کے ذریعہ پہلے گا۔ اور اس تقدیر پر راویوں کے اختلافات سے روایتوں کا اختلاف بھی
لازم ہو گا۔ پس اگر غیر ضروری تفصیلات کو بیان کر دیا جاتا تو یقیناً ان میں بھی اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا۔ اور ہو سکتا تھا کہ امت
اس اجمالی خبر سے جتنا فائدہ اٹھا سکتی تھی تفصیلات بیان کرنے سے وہ بھی فوت ہو جاتا۔ لہذا امام مہدی کی حدیثوں کے سلسلہ میں
تو ہر گوشہ کی پوری تاریخ معلوم کرنے کی سعی کرنی صحیح ہے اور دعوت کے ساتھ منقول شدہ منقشر کلاموں میں جزم کے ساتھ ترتیب
دینی صحیح ہے اور نہ اس وجہ سے اصل پیشگوئی میں تردد پیدا کرنا علم کی بات ہے۔ یہاں جلیلہ پیشگوئیوں میں صحیح ماہ صرف ایک ہے
اور وہ یہ کہ جتنی بات حدیثوں میں صحت کے ساتھ آچکی ہے اس کو اسی حد تک تسلیم کر لیا جائے اور زیادہ تفصیلات کے درپے نہ ہوا جائے
اور اگر مختلف حدیثوں میں کوئی ترتیب اپنے ذہن سے قائم کر لی گئی ہے تو اس کو حدیثی بیان کی حیثیت ہرگز نہ دی جائے۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی حدیثیں مختلف اوقات میں مختلف صحابہ سے روایت ہوئی ہیں اور ہر مجلس میں اپنے
اس وقت کے مناسب اور حسب ضرورت تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ یہاں یہ امر بھی یقینی نہیں کہ ان تفصیلات کے باوجود اس
سننے والوں کو ان سب کا علم حاصل ہو، بہت ممکن ہے کہ جس صحابی نے امام مہدی کی پیشگوئی کا ایک حصہ ایک مجلس میں سنا ہو
اس کو اس کے دوسرے حصے کے سننے کی نوبت ہی نہ آئی ہو جو دوسرے صحابی نے دوسری مجلس میں سنا ہے اور اس لئے یہ بالکل
ممکن ہے کہ وہ واقعہ کے الفاظ بیان کرنے میں ان تفصیلات کی کوئی رہایت نہ کرے جو دوسرے صحابی کے بیان میں موجود ہے

یہاں جب آپ اس خاص تاریخ سے علیحدہ ہو کر نفس منسلکی حیثیت سے احادیث پر نظر کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام ہمدی کا تذکرہ سلف سے لے کر محدثین کے دور تک بڑی اہمیت کے ساتھ پیش ہوتا رہا ہے حتیٰ کہ امام ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ وغیرہ نے امام ہمدی کے عنوان سے ایک ایک باب ہی علیحدہ قائم کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ ائمہ حدیث جنہوں نے امام ہمدی کے متعلق حدیثیں اپنی اپنی مولفیات میں ذکر کی ہیں ان میں سے چند کے اسمائے مبارکہ حسب ذیل ہیں: امام احمد، البزار، ابن ابی شیبہ، الحاکم، الطبرانی، ابویعلیٰ موصلی، دہمیشہ، ترمذی وغیرہ۔ جن جن صحابہ کرام سے اس باب میں روایتیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان کے اسماء مبارکہ یہ ہیں: حضرت علی، ابن عباس، ابن عمر، طلحہ، عبداللہ بن مسعود، ابو ہریرہ، انس، ابوسعید، ام حبیبہ، ام سلمہ، ثوبان، قرۃ بن ایاس، علی البلالی، عبداللہ ابن الحارث بن جزر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

شارع عقیدہ سفارینی نے امام ہمدی کی تشریف آوری کے متعلق معنوی تو اتر کا دعویٰ کیا ہے اور اس کو اہل سنت و الجماعت کے عقائد میں شمار کیا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں:-

”کہ امام ہمدی کے خروج کی روایتیں اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ اس کو معنوی تو اتر کی حرکت کہا جاسکتا ہے اور یہ بات علمائے اہل سنت کے درمیان اس قدر مشہور ہے کہ اہل سنت کے عقائد میں ایک عقیدہ کی حیثیت سے شمار کی گئی ہے۔ ابونعیم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی وغیرہم نے صحابہ و تابعین سے اس باب میں متعدد روایتیں بیان کی ہیں جن کے مجموعے سے امام ہمدی کی آمد کا قطعی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا امام ہمدی کی تشریف آوری پر حسب بیان علماء اور حسب عقائد اہل سنت و الجماعت یقین کرنا ضروری ہے۔“

(شرح عقیدہ السفارینی ص ۸۰ و ۸۱)

اسی طرح حافظ سیوطی نے بھی یہاں تو اتر معنوی کا دعویٰ کیا ہے۔ قاضی شوکانی نے اس سلسلہ کی جو حدیثیں جمع کی ہیں ان میں مرفوع حدیثوں کی تعداد پچاس اور آثار کی اٹھائیس تک پہنچتی ہے۔ شیخ علی متقی نے بھی منتخب کنز العمال

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہاں بعد کی آنے والی امت کے سامنے چونکہ یہ ہر دو بیانات موجود ہوتے ہیں، اس لئے یہ فرض اس کا ہے کہ اگر وہ ان تفصیلات میں کوئی نقلی بے ارتباطی دیکھتی ہے تو اپنی جانب سے کوئی تطبیق کی راہ نکال لے اس لئے بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ تو حہات راویوں کے بیانات پر پوری پوری ماست نہیں آتیں۔ اب راویوں کے الفاظ کی یہ کشاکش اور تاویلات کی ناسازگاری کا یہ رنگ دیکھ کر بعض دماغ اس طرف چل جاتے ہیں کہ ان تمام دشواریوں کے تسلیم لینے کے بجائے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا آسان ہے۔ اگر کشاکش اس پر بھی نظر کر لیتے کہ یہ تاویلات خود صاحب شریعت کی جانب سے نہیں بلکہ واقعہ کے خود راویوں کی جانب سے بھی نہیں یہ حرف منان ماغوں کی کاوش ہے جن کے سامنے اصل واقعہ کے وہ سب متفرق ٹکڑے جمع ہو کر آ گئے ہیں جن کو مختلف صحابہ نے مختلف زمانوں میں روایت کیا ہے اور اس لئے ہر ایک نے اپنے الفاظ میں دوسرے کی تعبیر کی کوئی رعایت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا تھا تو پھر نہ تو ان پر راویوں کے الفاظ کی اس بے ارتباطی کا کوئی اثر پڑتا اور نہ ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار صرف اتنی سی بات پر ان کو آسان نظر آتا۔

میں اس کا بہت مواد جمع کر دیا ہے۔ حافظانِ تہذیب منہاج السنین اور حافظہ ذہبی مختصر منہاج السنین میں تحریر فرماتے ہیں:-

الاحادیث التي تقرر بها على خروج المحدثين
صاحبا سرولما احمد وابوداود والترمذي
منها حديث ابن مسعود وام سلمة و
ابی سعيد وعلی لا تقرر منہاج السنین (۵۳)
یعنی جن حدیثوں سے امام ہدی کے خروج پر
استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہیں۔ ان کو امام احمد
امام ابو داؤد، اور امام ترمذی نے روایت
فرمایا ہے۔

یہ امر بھی واضح رہنا چاہئے کہ صحیح مسلم کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آخری زمانے میں مسلمانوں
کا ایک خلیفہ ہوگا جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل پیدا
ہوگا، و جال اسی کے عہد میں ظاہر ہوگا، مگر اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے ہوگا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ نازک کے لئے مصلیٰ پر آچکا ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو دیکھ کر وہ مصلیٰ چھو کر کہے گئے گا اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے فرمائیں گے چونکہ آپ مصلیٰ پر جا چکے ہیں
اس لئے سلامت آپ ہی کا حق ہے اور یہ اس امت کا بیک بزرگی ہے لہذا یہ ناز تو آپ انہی کی اقتدا میں ادا
فرمائیں گے۔

یہ تمام صفات ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ اب گھسک ہے تو صرف
اتنی بات میں ہے کہ خلیفہ کیا امام ہدی ہیں یا کوئی اور دوسرا خلیفہ۔ دوسرے نمبر کی حدیثوں میں یہ تصور موجود
ہے کہ پچھلے امام ہدی ہوں گے۔ ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آچکا ہے تو پھر
دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس کے نام کے ساتھ مذکور ہیں تو ان کو بھی صحیح مسلم ہی کی حدیثوں
کے حکم میں سمجھنا چاہئے۔ اس لئے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ امام ہدی کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی
گنجائش ہے۔ مثلاً جب صحیح مسلم میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو اس وقت مسلمانوں کا ایک امیر
امامت کے لئے مصلیٰ پر آچکا ہوگا تو اب جن حدیثوں میں اس خلیفہ کا نام امام ہدی بتلایا گیا ہے، یقیناً وہ اسی صحیح
خلیفہ کا بیان کیا جائے گا۔ یا مثلاً صحیح مسلم میں ہے کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو بے حساب مال تقسیم کرے گا
اب اگر دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سال کی یہ داؤد ہش امام ہدی کے زمانے میں ہوگی تو صحیح مسلم کی
اس حدیث کا مصداق امام ہدی کو قرار دینا بالکل صحیح ہوگا۔ اسی طرح جنگ کے جو واقعات صحیح مسلم میں ایہام
کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اگر دوسری حدیثوں میں وہی واقعات امام ہدی کے زمانے میں ثابت ہوتے ہیں
تو یہ کہنا بالکل قرین قیاس ہوگا کہ صحیح مسلم میں جنگ کے جو واقعات مذکور ہیں وہ امام ہدی ہی کے دور کے

واقعات ہیں غالباً ان ہی وجوہات کی بنا پر محدثین نے بعض مبہم حدیثوں کو امام ہمدی ہی کے حق میں سمجھا کر اور اسی باب میں ان کو ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابو داؤد نے بارہ خلفاء کی حدیث کو امام ہمدی کے باب میں ذکر فرمایا اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہواں خلیفہ ہی امام ہمدی ہیں۔

اب سب سے پہلے آپ ذیل کی حدیثیں پڑھئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ امام ہمدی کی آمد کی صحابہ و تابعین کے درمیان کس وجہ شہرت تھی اس کے بعد پھر مرفوع حدیثوں پر نظر ڈالئے تو بشرط اعتدال و انصاف آپ کو یقین ہو جائیگا کہ امام ہمدی کی آمد کا مسئلہ یکسلبیک مسلم عقیدہ رہا ہے البتہ روافض نے جو اور بے ٹکی باتیں اس میں اپنی جانب سے شامل کر لی ہیں تو ان کا نہ تو کوئی ثبوت نقل میں ملتا ہے نہ عقل ان کو باور کر سکتی ہے صرف ان کی تائید میں کسی ثابت شدہ مسئلہ کا انکار کر دینا یا کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے۔

(۱) عَنْ حَكِيمِ بْنِ سَعْدٍ: قَالَ لَمَّا أَقَامَ سُكَيْمَانُ فَالْأَهْرَمَ مَا أَظْهَرَ كُنْتُ لَا بَدِيَّةَ فِي هَذَا الْمَهْدِيِّ الَّذِي يُدْعَى قَالَ لَا. (انجواب ابن ابی شیبہ کا دی جنت)

(۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ شَيْمٍ قَالَ جِئْتُ رَجُلًا جَدِيدًا وَمَا نَقَالَ: الْمَهْدِيُّونَ ثَلَاثَةٌ: مَهْدِيُّ الْخَيْرِ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَمَهْدِيُّ الدِّمِ وَمَهْدِيُّ النَّسِكِ عَلِيُّ بْنُ مَكٍّ وَمَهْدِيُّ الدِّينِ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ تَسْلِمًا مُتَّعِي فِي زَمَانِهِ كَذَا فِي الْحَاوِي مَشْهُورٌ بِحَقِّ كَعْبٍ قَالَ مَهْدِيُّ الْخَيْرِ يَخْرُجُ بَعْدَ السُّفْيَانِيِّ.

حکیم بن سعد کہتے ہیں کہ جب سلیمان خلیفہ بنے اور انھوں نے منہ عمادات انجام دیں تو میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ امام ہمدی ہی ہیں جن کی شہرت ہے؛ انھوں نے کہا نہیں۔

دین بن سلم کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ ہمدی تین ہیں گے۔ ہمدی خیر و عزم بن عبدالعزیز۔ ہمدی دیم۔ ہمدی نسک ہے جس کے زمانے میں عیسیٰ بن مریم ختم ہو جائے گی۔ ہمدی عیسیٰ بن مریم ہیں، ان کے زمانے میں نصاریٰ ہی اسلام قبول کریں گے۔

کعب بیان کرتے ہیں کہ ہمدی خیر کا طور و سفیان کے ظہور کے بعد ہوگا۔

(۳) عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ الْحَنَفِيَّةِ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يَقُولُونَ كَمَا يَقُولُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قِيلَ لَهُ الْمَهْدِيُّ.

(۴) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يُبْعَثُ الْمَهْدِيُّ بَعْدَ آيَاتٍ حَتَّى يَقُولَ النَّاسُ لَا مَهْدِيَّ. كَذَا فِي الْحَاوِي مَشْهُورٌ.

ابن عمرؓ سے کہا کہ امام ہمدی کا لقب ایسا ہے جیسا کہ صالحہ کی کہیں کہیں (اس لحاظ سے) ہمدی کا اطلاق متعدد اشخاص پر ہو سکتا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہمدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگ ایسے ہو کر یکساں گئے کہ اب ہمدی کہاتے گا؟

(۵) عَنْ كَعْبٍ قَالَ إِنِّي أَعْبُدُ الْمَهْدِيَّ مَكْتُوبًا

کعب کہتے ہیں کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی

کتابوں میں ہمدی کی یہ صفت دیکھی ہے کہ اس کے
عل میں نہ ظلم ہو گا نہ عیب۔

عمر کے ساتھ عمر بن عبد العزیز کا ذکر آیا تو انہوں نے
کہا ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ہمدی اگر ایسے ایسے کام کریں
جو عمر بن عبد العزیز سے نہیں ہو سکے ہم نے پوچھا وہ کیا؟
انہوں نے کہا کہ ان کے پاس ایک شخص ہمارا سوال کرے گا
وہ کہیں گے بیت المال میں جاؤ جتنا چاہے مال
لے لے، وہ اندر جائے گا اور جب باہر آئے گا تو
دیکھے گا کہ سب لوگ بیت میں تو اس کو شرم آئیگی
اور یہ لوٹ کر کہے گا کہ جو مال آپ نے دیا تھا وہ آپ
لے لیجئے تو وہ فرمائیں گے ہم دینے کے لئے ہیں لینے
کے لئے نہیں۔

ابولہثم بن سیرم کہتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے پوچھا
کیا عمر بن عبد العزیز ہی ہمدی ہیں؟ انہوں نے کہا
ایک ہمدی وہ بھی ہیں لیکن وہ خاص ہمدی نہیں
ان کے دور کا سا کامل انصاف ان کے دور میں
کہاں ہے؟

ابو جعفر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں
کہ وہ ہمدی میں ہیں حالانکہ مجھ ان کے دور میں سے
اپنا عروج و نزول دیکھ کر نظر آتا ہے۔

سید بن زفر بیان کرتے ہیں کہ ایک بن عوفیہ کے سامنے کئی
کہا کہ ہمدی ظاہر ہو چکا ہیں انہوں نے فرمایا اگر ایسا
ہو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب تھا ہے مدین
موجود ہیں تو تم نے بڑی غلطی کی۔ یاد رکھو کہ اس وقت
ظاہر ہوں گے جبکہ صاحب کی وجہ سے کوئی غائب شخص لوگوں

فِي اسْخَارِ الْأَنْبِيَاءِ مَا فِي عَمَلِهِ ظُلْمٌ وَلَا
حَيْثُ - الْحَاوِي ص ۴۰

(۶) عَنْ مَطِيٍّ الْأَنْدَلُسِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ
قَالَ بَلَّغْنَا ابْنَ الْمُهْدِيِّ بِصَنْعَتِهِ شَيْئًا لَمْ
يَصْنَعْهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قُلْنَا مَا هُوَ؟
قَالَ يَا بَنِي رَجُلٍ فَيَسْأَلُهُ فَيَقُولُ: أَدْخُلْ
بَيْتَ الْمَالِ فَخُذْ فَيَدْخُلُ وَفَرَجٌ وَيُورِي
النَّاسَ شَهَادَاتِهِمْ فَيَرْجِعُ إِلَيْهِ فَيَقُولُ
خُذْ مَا أَعْطَيْتَنِي فَيَأْتِي وَيَقُولُ إِنَّا
نُعْطِي وَلَا نَأْخُذُ -

(الحاوی ص ۴۰)

(۷) عَنْ ابْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قُلْتُ لِطَلْحَةَ بْنِ
عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ الْمُهْدِيُّ؟ قَالَ
هُوَ الْمُهْدِيُّ وَلَيْسَ بِهِ إِنَّهُ لَمْ يَسْتَكْمِلِ
الْعَدْلَ كُلَّهُ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ
وَالْحَاوِي ص ۴۰

(۸) عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ يَرْجِعُونَ إِلَيَّ أَنَا الْمُهْدِيُّ
وَإِنِّي إِلَى تَجَلٍّ أَذْنِي مَتَى إِلَى مَا يَذَرُّونَ - أَخْرَجَهُ
الْحَاوِي فِي أَمَالِهِ الْحَاوِي ص ۴۰

(۹) عَنْ سُلَيْمَةَ بْنِ زُفَرٍ قَالَ قِيلَ يَوْمًا لِعَدِّ خَدِيفَةَ
قَدْ أَخْرَجَ الْمُهْدِيُّ قَالَ لَقَدْ أَقْلَعْتُمْ أَن تَخْرُجَ
وَأَصْحَابُ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ حَتَّى
لَا يَكُونَ غَائِبٌ أَحَبَّ إِلَى النَّاسِ مِنْهُ فَمَا لَقَوْا
مِنْ الشَّرِّ أَخْرَجَهُ الدَّانِي فِي سَنَةِ - الْحَاوِي ص ۴۰

یہاں پر ایک اور بات یہ کہ ہمدی کا یہ نام ہے جو ہمدی کا یہ نام ہے جو ہمدی کا یہ نام ہے

ان انکار کی روشنی میں لا مہدی اکیسی کی شرح بھی بخوبی ہو سکتی ہے بشرطیکہ ابن ماجہ کی اس حدیث کو کسی درجہ میں حسن تسلیم کر لیا جائے۔

رب العالمین کی یہ عجیب حکمت ہے کہ جب کسی اہم شخصیت کے متعلق کوئی پیشگوئی کی گئی ہے تو اس کی اس آزمائشی زمین پر ہمیشہ اس نام کے کاذب مدعی چاروں طرف سے پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں اور اس طرح ایک سیدھی بات آزمائشی منزل بن کر رہ گئی ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صریح سے صریح الفاظ میں پیشگوئی کی گئی جس میں کسی دوسرے شخص کی آمد کا کوئی احتمال ہی نہیں ہو سکتا تھا اس کے باوجود یہ معلوم کئے مدعی مسیحیت پیدا ہو گئے آخر ایک سیدھی پیشگوئی ایک محمد بن کر رہ گئی۔ اسی طرح جب حضرت امام مہدی کے حق میں پیشگوئی کی گئی تو گذشتہ زمانے میں یہاں بھی بہت سے اشخاص مہدیت کے مدعی پیدا ہو گئے چنانچہ محمد بن عبد اللہ بن ابی القیس الزکیہ کے لقب سے مشہور تھا۔ اسی طرح محمد بن مروت، عبید اللہ بن میمون قدار، محمد بن خنجر، وغیرہ نے اپنے اپنے زمانے میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ شیخ سید بن نجی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانے میں مقام انہی میں بھی ایک شخص نے مہدیت کا دعویٰ کیا۔ سید موصوف نے ایک اور کردی شخص کے متعلق بھی لکھا ہے کہ عفر کے پہاڑوں میں اس نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان سب اشخاص کے واقعات تاریخ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اور وہ تمام مصائب و آلام بھی مذکور ہیں جو ان ہر شخص کے ہاتھوں مسلمانوں پر ٹوٹے گئے تھے۔ رافضی جماعت کا تو مستقل یہ ایک عقیدہ ہی ہے کہ محمد بن حسن عسکری مہدی موعود ہے ان کے خیالات کے مطابق وہ اپنے طفولیت کے زمانے ہی سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو کر کسی مخفی جگہ میں پوشیدہ ہیں اور یہ جماعت آج تک انہی کے ظہور کی منتظر ہے اور مصیبتوں میں اپنی کو پکارتی پھرتی ہے۔ ان مخترع کی تاریخ اور واقعات کی اس وہم پرستی اور بے بنیاد عقیدہ کی وجہ سے بعض اہل علم کے ذہن اس طرف منتقل ہو گئے کہ اگر علی لحاظ سے مہدی کے وجود ہی کا انکار کر دیا جائے تو اس تمام بحث و جدل سے امت مسلمہ کی جان چھوٹ جائے اور عہد مہدویت نئی آزمائشوں کا اس کو مقابلہ نہ کرنا پڑے چنانچہ ابن خلدون موعود نے اسی پر پہاڑ اور صرف کیا ہے اور چونکہ تاریخی اور تحقیقی لحاظ سے علی طبقہ میں اس کو اور نجات مقام حاصل ہے۔ اس لئے اس قسم کے مزاجوں کے لئے اس کا انکار کرنا اور تقویت کا باعث بن گیا پھر بعد میں اسی کے اعتماد پر اس مسئلہ کا انکار چلتا رہا ہے۔ جو دشمن علماء نے ہمیشہ اس انکار کو تسلیم نہیں کیا اور خود مورخ موصوف کے زمانے میں بھی اس پیشگوئی کے اثبات پر تبلیغات کی گئیں جن میں سے اس وقت "ابرازالوہم المکنون من کلام ابن خلدون" کا نام ہمارے علم میں بھی ہے مگر یہ رسالہ ہم کو دستیاب نہیں ہو سکا۔ امام قرطبی، شیخ جلال الدین سیوطی، سید بن نجی، شیخ علی متقی، علامہ شوکانی، نواب صدیق حسن خاں شارح عقیدہ سفارینی کی تصنیفات ہماری نظر سے بھی گزری ہیں ان کے مؤلفات

علاوہ بھی اس موضوع پر بہت سے رسائل لکھے گئے ہیں۔

اہل یہ ہے کہ جب کسی خاص ماحول کی وجہ سے وضع حدیث کے دوائی پیدا ہو گئے ہیں تو اس دور کی حدیثوں پر محدثین کی نظریں بھی ہمیشہ سخت ہو گئی ہیں اور اس لئے بعض صحیح حدیثیں بھی مشتبہ ہو گئیں جیسا کہ بنی ہاشم کے دور میں فضائل اہل بیت کی بہت سی حدیثیں مشتبہ ہو گئی تھیں پھر جب محدثین نے ان کو چھانٹنا شروع کیا تو بعض تشدد نظروں میں اچھی خاصی حدیثیں بھی اس کے لپیٹ میں آ گئیں۔ آخر جب اس فضائے ہٹ کر علما نے دوبارہ اس پر نظر ڈالی تو انہوں نے بہت سی ساقط شدہ حدیثوں میں کوئی سقم نہ پایا اور آخراں کو قبول کیا۔ اسی طرح یہاں بھی چونکہ ایک فرقے نے محمد بن حسن عسکری کے ہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کر دیا تو پھر وہی وضع حدیث کے جذبات ابھرے اور جب علما نے غلط ذخیرہ کو ذرا تشدد کے ساتھ الگ کرنے کا ارادہ کیا تو لازمی طور پر یہاں بھی کچھ حدیثیں اس کی زد میں آ گئیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس باب کی صریح حدیثوں میں کوئی حدیث بھی صحیحین کی نہ تھی، گو محنت کے لئے صحیحین کی حدیث ہوتا کسی کے نزدیک بھی شرط نہیں اس لئے محدثانہ ضابطہ کے مطابق نقد و تصحیح کو یہاں کچھ نہ کچھ وسعت مل گئی لیکن یہ بات کچھ اسی باب کی حدیثوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہر کتاب پر شیخین کی کتابوں کے سوا جب صرف ضابطہ کی تنقید شروع کر دی جائے اور صرف مادوں پر جرح و تعدیل کو لیکر اس باب کے دیگر امور مجہد کو نظر انداز کر ڈالا جائے تو پھر نقد کرنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ اس تشدد و افراط کا ثمرہ گروہی طور پر کچھ مفید ہو تو ہو لیکن دوسری طرف اس کا نقصان بھی ضرور ہوتا ہے اور وقتی فتنے ختم ہو جانے کے بعد آئندہ امت کی نظروں میں یہ اختلاف اچھی حدیثوں میں بھی شک و تردد کا موجب بن جاتا ہے۔ یہاں جب آپ خارجی عوارض اور ماحول کے خاص حالات سے علیحدہ ہو کر نفس مسئلہ کی حیثیت سے اس موضوع کی احادیث پر نظر فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ امام ہدی کا تذکرہ سلف کے لیکر محدثین کے دور تک ہمیشہ بڑی اہمیت کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

محقق ابن خلدون کے کلام کو چنانچہ ہم نے سمجھا ہے اس کا خلاصہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) جرح و تعدیل میں جرح کو ترجیح ہے (۲) امام ہدی کی کوئی حدیث صحیحین میں موجود نہیں۔ (۳) اس باب کی جو صحیح حدیثیں ہیں ان میں امام ہدی کی تصریح نہیں۔

فن حدیث کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں کچھ وزن نہیں رکھتیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر جرح کو ترجیح دینا یہ بالکل خلاف واقع ہے چنانچہ خود محقق موصوف کو جب اس کا متنبہ ہوا کہ اس قاعدے کے تحت تو صحیحین کی حدیثیں بھی مجروح ہوئی جاتی ہیں تو اس کا جواب انہوں نے صرف یہ دیا ہے کہ یہ حدیثیں چونکہ علماء کے درمیان مسلم ہو چکی ہیں اس لئے وہ مجروح نہیں کہی جاسکتیں مگر سوال تو

یہ ہے کہ جب قاعدہ یہ ٹھہرا تو پھر علماء کو وہ مسلم ہی کیوں ہوئیں؟

رہا امام ہدی کی حدیثوں کا صحیحین میں مذکور نہ ہونا تو یہ اہل فن کے نزدیک کوئی جرح نہیں ہے خود ان ہی حضرات کا اقرار ہے کہ انھوں نے جتنی صحیح حدیثیں ہیں وہ سب کی سب اپنی کتابوں میں درج نہیں کیں اسی لئے بعد میں ہمیشہ محدثین نے مستحکات لکھی ہیں۔ اب رہی تیسری بات تو یہ دعویٰ بھی تسلیم نہیں کہ صحیح حدیثوں میں امام ہدی کا نام مذکور نہیں ہے۔ کیا وہ حدیثیں جن کو امام ترمذی و ابوداؤد وغیرہ جیسے محدثین نے صحیح و حسن کہا ہے صرف محقق موصوف کے بیان سے صحیح ہونے سے خارج ہو سکتی ہیں۔ دوم یہ کہ جن حدیثوں کو محقق موصوف نے بھی صحیح تسلیم کر لیا ہے اگر وہاں ایسے قوی قرائن موجود ہیں جن سے اس شخص کا امام ہدی ہونا تقریباً یقینی ہو جاتا ہے تو پھر امام ہدی کے لفظ کی تصریح ہی کیوں ضروری ہے۔ سوم یہاں اصل بحث مصداق میں ہے ہدی کے لفظ میں نہیں پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک خلیفہ ہونا اولیٰ سی خاص صفات کا حامل ہونا جو بقول روایت عمر بن عبدالعزیز جیسے شخص میں بھی نہ تھیں ثابت ہو تو بس اہل سنت کا مقصد اتنی بات سے پورا ہو جاتا ہے کیونکہ ہدی تو صرف ایک لقب ہے علم اور نام نہیں اور یہ آپ ابھی معلوم کر چکے ہیں کہ ہدی کا لفظ بطور لقب دوسرے اشخاص پر بھی اطلاق کیا گیا ہے اگرچہ سب میں کامل ہدی وہی ہیں جن کا ظہور آئندہ زمانہ میں مقدر ہے۔ یہ ایسا سمجھئے جیسا دجال کا لفظ۔ حدیثوں میں ستر مدعیان نبوت کو دجال کہا گیا ہے مگر دجال اکبر وہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہو گا۔ ہاں اس لقب کی زدا اگر پڑتی ہے تو ان اصحاب پر پڑتی ہے جو ہدی کے ساتھ ساتھ کسی قرآن کے منظر بیٹھے ہیں۔ محقق موصوف کی پوری بحث پڑھنے کے بعد یہ یقین ہو جاتا ہے کہ محقق موصوف کی اصل نظر اسی فتنہ کی طرف ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ حدیثوں سے کسی ایسے ہدی کا وجود ثابت نہ ہو جس پر ایمان و قرآن کا دار و مدار ہو، اور جیسا کہ نقد تبصرہ کے وقت ہر شخص اپنے طبعی اور علمی تاثرات سے مشکل بری رہ سکتا ہے اسی طرح محقق موصوف بھی یہاں اس سے بچ نہیں سکے اور فن تاریخ کی سب سے کٹھن منزل یہی ہے۔ یہی وجہ کہ احادیث پر کلام کرتے ہوئے بڑے سے بڑے علماء کی توثیق نقل کرنے کے بعد بھی ان کا رجحان طبع انھیں علماء کی جانب رہا ہے جنھوں نے کوئی نہ کوئی جرح ان حدیثوں میں نکال کھڑی کی ہے اور صرف جرح کے مقدم ہونے کو ایک قاعدہ کلیہ بنا کر بس اسی سے کام لیا ہے۔ اگر محقق موصوف جرح کے اسباب و مراتب پر غور فرمالتے تو شاید ہر مقام پر ان کا رجحان اس طرف نہ رہتا۔

اسم المہدی ونسب و حلیۃ الشریف

(۱۵۶۶) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكُ الْعَرَبُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَالِيُ اسْمُهُ إِسْمَعِيلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ فِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قُلْتُ وَآخَرُهُ أَبُو دَاوُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ هُوَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ الْقَيْمِ وَقَالَ الْحَاكِمُ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَزَائِدَةُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ أَيْمَةِ الْمُسْلِمِينَ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ وَطَرَفٌ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ تَعَالَى كُلُّهَا صَحِيحَةٌ.

(۱۵۶۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْلَمْ يَنْبِقْ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَرَوْنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۵۶۸) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِ رَجُلٍ يَتَمَّى بِأَسْمَائِكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبَغُ فِي الْخَلْقِ وَلَا يَنْبَغُ فِي الْخَلْقِ تَذَكَّرْ قِصَّةَ يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدُوًّا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي غَيْرِهِ قَيْسٌ لَا بَأْسَ بِهِ فِي حَدِيثِهِ خَطَا وَقَالَ الدَّهْشِيُّ صَدُوقٌ لَهُ أَوْهَامٌ وَأَمَّا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبِيُّ فَمِنْ وَائِيَّةٍ عَنْ عَلِيٍّ مُنْقَطَعَةٌ.

امام مہدی کا نام ونسب اور ان کا حلیہ شریف

(۱۵۶۶) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کا اس وقت تک فتنہ نہیں ہوگا جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا حاکم نہ ہو جو میرے ہم نام ہوگا (تہذیب شریف)

(۱۵۶۷) ابو ہریرہ سے روایت ہے اگر دنیا کے فتنے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسی ایک دن کو اور دراز فرما دے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا حاکم ہو کر رہے گا (تہذیب شریف)۔

(۱۵۶۸) حضرت علیؑ نے اپنے فرزند حضرت حسنؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا میرا فرزند یہ ہوگا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ اور اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تھا ہے نبی کے نام پر ہوگا وہ عادات میں آپؐ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد ان کے عدل و انصاف کا حال ذکر فرمایا۔ (ابوداؤد)

(۱۵۶۹) عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَأُهَا قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلَّيْتُ جُورًا. رواه أبو داود وفي إسناده فطر بن خليفة الكوفي وثقه أحمد و يعقوب بن سعيد القطان و يعقوب بن معين و النسائي و البجلي و ابن سعد و الساجي و قال أبو حاتم صالح الحديث و أخرجه لنا البخاري في فالحديث قوي.

(۱۵۷۰) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ فَتَدَاكَرْنَا الْمَهْدِيَّ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيهِ عَلِيُّ بْنُ النَّفِيلِ الْهِنْدِيُّ، قَالَ أَبُو حَاتِمٍ لَا بَأْسَ بِهِ أَخْرَجَ لَهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ كَذَا فِي إِذَاعَةٍ.

(۱۵۷۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنَا وَحُزْرَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالحَسَنُ وَالحُسَيْنُ وَالمَهْدِيُّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِي الرَّوَايَةِ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ كَذَا مِنْ وَثْقَةٍ وَكَأَنَّ جَرَّحَ وَبِأَنِّي رَجُلٌ بِإِسْنَادِهِ مُوثِقُونَ وَبِأَنَّهُمْ كَمَا إِذَاعَةٍ.

(۱۵۷۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ

(۱۵۶۹) حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے اگر قیامت میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ضرور ایک شخص کو کھڑا کرے گا جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھرا سی طرح بھروسے کا جیسے وہ اس سے قبل ظلم سے بھر چکی ہوگی؛ (ابوداؤد)

(۱۵۷۰) سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ ہم ام سلمہ کے پاس حاضر تھے۔ ہم نے امام مہدی کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ امام مہدی حضرت فاطمہ کی اولاد میں ہوں گے۔ (ابن ماجہ)۔

(۱۵۷۱) حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہوں گے۔ یعنی میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین (ابن ماجہ)۔

(۱۵۷۲) ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میری اولاد میں سے ہوگا جس کی پیشانی کشادہ اور ناک بلند ہوگی اور جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر بھروسے گا۔

مِثْقَى أَجَلِي الْجَنَّةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا لَمَّا مِلْتُ ظِلْمًا وَجَوْرًا
وَمِثْلِكَ سَبْعَ سِنِينَ. (رفاء ابو داود) قال بلنذری فی لسانہ عمران القطان وهو ابو العوام
عمران بن داود القطان البصری استشهد به البخاری وثقه عفان بن مسلم و احسن
عليه الشناء يحيى بن سعيد القطان -

(۱۵۷۳) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ بَعْدِي بُعُوثٌ كَثِيرَةٌ
فَلَوْ زَوَّاقِي بَعَثْتُ خُرَاسَانَ رَوَاهُ بْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ عَسَاكِرٍ وَالتَّيْمِيُّ فِي الْمَجَالِمِ الصَّغِيرَةِ
(۱۵۷۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ
رَأْيَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِأَيْلِيَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

(۱۵۷۵) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخْرُجُ مِنْ
الْمَشْرِقِ رَأْيَاتٌ سُودٌ لِبَنِي الْعَبَّاسِ ثُمَّ يَمُوتُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ تَخْرُجُ رَأْيَاتٌ صَوَارِثُ قَتِيلِ رَجُلٍ
مِنْ وَلَدِ أَبِي سُفْيَانَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ يُودُونَ الطَّلَاعَةَ الْهَيْدِيَّ كَذَانِي الْحُلِيِّ
وَفِيهِ قَتْلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ قَالَ تَخْرُجُ رَأْيَاتٌ سُودٌ لِبَنِي الْعَبَّاسِ ثُمَّ تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ
أُخْرَى سُودٌ فَلَا نِسْرَ لَهَا ثُمَّ يَخْرُجُ عَلَى مُقَدِّمَتِهَا رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ شُعَيْبُ بْنُ
صَالِحٍ مِنْ تَمِيمٍ يَخْرُجُونَ أَصْحَابَ السُّفْيَانِيِّ ثُمَّ يَمُوتُونَ -

جبکہ اس وقت وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی ان کی حکومت سات سال تک رہے گی۔ (المعاذیہ)
(۱۵۷۳) بريدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بیت سے لشکریوں گے
تمہیں لشکر میں شامل ہونا جو خراسان سے آئے گا (ابن عدی)۔
(۱۵۷۴) ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خراسان کی طرف سے
سیاہ سیاہ جھنڈے آئیں گے کوئی طاقت ان کو واپس نہیں کر سکے گی یہاں تک کہ وہ بیت مقدس میں نصب
کر دیئے جائیں گے (ترمذی شریف)۔

(۱۵۷۵) سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق کی سمت ایک مرتبہ
بنو العباس سیاہ جھنڈے لیکر نکلیں گے پھر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا میں گے اس کے بعد پھر چھوٹے چھوٹے جھنڈے نمودار
ہو گئے جو ابوسفیان کی اولاد اور اس کے رفقاء کے ساتھ جنگ کریں گے اور ہمدی کی تابعداری کریں گے۔

(۱۵۷۶) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سیاہ جھنڈے وہ نہیں ہیں جو ایک مرتبہ جو سلم خراسانی لیکر آیا تھا جس نے بنو امیہ کا
ٹک چھین لیا تھا بلکہ یہ دوسرے ہیں جو امام ہمدی کے عہد میں ظاہر ہوئے گے کذافی الحلی منہ فیہ بن حلو حضرت حمزہؓ کے

ظہور المہدی ومبايعتناهل مكة اياه بين الركن والمقام

(۱۵۷۶) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ بَعْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيُخْرِجُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيَهُ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِيٌّ فَيَبَايَعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَيُخَسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْتِ أَوْ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَرَاذَرِ النَّاسِ ذَلِكَ أَنَّهُ أُبْدِلَ الشَّامِ وَغَضَابُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيَبَايَعُونَهُ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَخُوَالَهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيُظْهِرُونَ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ بَعَثُ كَلْبٍ وَالْخَيْبَةِ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةً كَلْبٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّتَيْهِمْ وَمَوْثِقِي الْأَسْلَافِ بِحِرَابِهِ فِي الْأَرْضِ فَلَبِثْتُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ تَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ - رواه البوداود والحداد

امام مہدی کا ظہور اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل مکہ کی ان کے بیعت کرنا

(۱۵۷۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتی ہیں کہ ایک خلیفہ کے انتقال کے بعد کچھ اختلاف رونما ہوگا اس وقت ایک شخص مدینہ کا باشندہ بھاگ کر مکہ مکرمہ آئے گا، مکہ مکرمہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس کو مجبور کر کے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کر لیں گے پھر شام کے مقابلے کے لئے ایک لشکر بھیجا جائے گا مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک میدان میں دھنسا دیا جائیگا جب لوگ ان کی یہ کرامت دیکھیں گے تو شام کے اہل اہل اور عراق کی جماعتیں بھی آکر ان سے بیعت کریں گی اس کے بعد پھر قریش میں ایک شخص ظاہر ہوگا جس کے ماموں قبیلہ کلب کے ہوں گے وہ ظاہر ہو کر ان کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کو (امام مہدی کو) ان کے اوپر غالب فرمائے گا اور یہ بنو کلب کا لشکر ہوگا۔ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو اس قبیلہ کلب کی غنیمت میں شریک نہ ہو گا میابی کے بعد وہی شخص اس مال کو

(۱۵۷۶) البوداود نے اس روایت کو امام مہدی کے باب میں ذکر فرمایا ہے اور امام ترمذی نے جب امام مہدی کی حدیثیں روایت کرنے والے صحابہ کے اسماء شمار کرائے ہیں تو انہوں نے بھی حضرت ام سلمہ کی اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے نیز اس باب کی دوسری حدیثوں پر نظر کر کے یہ جزم حاصل ہو جاتا ہے کہ اس روایت میں اگرچہ اس شخص کا نام مذکور نہیں مگر یقیناً وہ امام مہدی ہی ہیں کیونکہ مجموعی لحاظ سے یہ وہی اوصاف ہیں جو امام مہدی میں ہوں گے اور اسی وجہ سے البوداود نے اس حدیث کو امام مہدی کی حدیثوں کے باب میں درج فرمایا ہے ابن خلدون بھی اس پر کوئی خاص جرح نہ کر سکا صرف یہ کہہ سکا کہ اس روایت میں امام مہدی کا نام مذکور نہیں۔

أَدْخَلَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي بَابِ الْمُهْدِي وَأَشَارَ إِلَيْهِ التِّرْمِذِيُّ بِمَا فِي الْبَابِ وَالْحَدِيثُ سَكَتَ عَنْهُ
أَبُو دَاوُدَ ثُمَّ الْمُنْذِرِيُّ وَابْنُ الْقَيْمِ. وَفِي إِخْفَاءِ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِينَ لَا مَطْعَنَ
فِيهِمْ وَلَا مَعْتَرٍ. الْعَوْنُ لَكُمْ

(۱۵۷۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَاءَ يُصِيبُ هَذِهِ
الْأُمَّةَ حَتَّى لَا يَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَأَ يَلْجَأُ إِلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَيَبْتَغِيَ اللَّهُ رَحْلًا مِنْ عَذْرَتِي
وَأَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَأُ بِهِ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلْتُ ظُلْمًا وَجَوْرًا رَضِيَ عَنْهُ سَاكِنُ
السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ لَا تَدْعُو السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا إِلَّا صَبَتْهُ مِدْرَارًا وَلَا تَدْعُو
الْأَرْضُ مِنْ بَنَائِهَا شَيْئًا إِلَّا أَخْرَجَتْهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَحْيَاءُ وَالْأَمْوَاتُ يَعِيشُ فِي ذَلِكَ
سَبْعَ سِنِينَ أَوْ ثَمَانِ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ كَمَا فِي الْمَشْكُوتِ

(۱۵۷۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيَّنَّمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْقِلَ
فِي بَيْتِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَمَّا رَأَاهُمَا الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِعْرَاقًا وَرَفَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَعَايَرَا

تقسیم کرے گا اور سنت کے مطابق لوگوں سے مل کر اس کا اور اس کے عہد میں تمام روئے زمین پر اسلام ہی اسلام پھیل
جائے گا اور سات برس تک وہ زندہ رہے گا اس کے بعد اس کی ذات ہوائی کی اور سلمان اس کی نماز پڑھیں گے۔ (ابوداؤد)
(۱۵۷۷) ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑی آزمائش کا ذکر فرمایا
جو اس امت کو پیش آنے والی ہے۔ ایک زمین میں اتنا شدید ظلم ہوگا کہ کہیں پناہ کی جگہ نہ ملے گی۔ اس
وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد میں ایک شخص کو پیدا فرمائے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے پھر ویسا ہی بھر دے گا
جیسا وہ پہلے ظلم و جور بھر چکی ہوگی۔ زمین اور آسمان کے باشندے سب اس سے راضی ہوں گے، آسمان
اپنی تمام بارش موسلا دھار برسائے گا اور زمین اپنی سب پیداوار نکال کر رکھ دے گی یہاں تک کہ
زندہ لوگوں کو تنہا ہوگی کہ ان سے پہلے جو لوگ تنگی و ظلم کی حالت میں گزر گئے ہیں کاش وہ بھی اس سماں
کو دیکھتے اسی برکت کے حال پر وہ سات یا آٹھ یا نو سال تک زندہ رہے گا۔ (مسند رک)

(۱۵۷۸) عبد اللہ بیان فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو ہاشم
کے چند نوجوان آپ کے سامنے آئے جب آپ نے ان کو دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈب ڈبا گئیں
اور آپ کا رنگ بدل گیا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کیا بات ہے ہم آپ کے چہرہ مبارک پر وہ آثار
غم دیکھتے ہیں جس سے ہمارا دل آندہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہمارے گھرانوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے
آخرت عنایت فرمائی ہے، میرے بعد میرے اہل بیت کو بڑی آزمائشوں کا سابقہ پڑے گا ہر طرف سے بھگائے

لَوْ أَنَّهُ قَالَ فَقُلْتُ مَا نَزَالَ تُرَى فِي وَجْهِهِ فَيُنَازِلُهُ فَقَالَ إِنْ أَهْلَ الْبَيْتِ اخْتَارَ
 اللَّهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَإِنْ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بِلَاءٌ وَتَشْرِي يَدَاوُظُنَا
 حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَأْيَاتٌ سُودٌ فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ فَلَا يُعْطَوْنَ
 فَيَقَاتِلُونَ فَيَنْصَرِفُونَ فَيُعْطُونَ مَا سَأَلُوا فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهُمْ إِلَى
 رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلُؤُوا مَا قِسطًا كَمَا مَلَأُوا مَا جَوْرًا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ
 فَلْيَا تَحْمَدُوا وَجَبُوا عَلَى الشَّيْخِ - رَوَاهُ ابْنُ نَاجَةَ قَالَ السَّنَدُ فِي الظَّاهِرِ أَنَّهُ إِشَارَةٌ إِلَى
 الْمَهْدِيِّ الْمَوْعُودِ وَلِذَا لَمْ يَذْكُرِ الْمُصَنِّفُ هَذَا الْحَدِيثَ فِي هَذَا الْبَابِ وَاللَّهُ تَعَالَى
 أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ - وَفِي الرَّوَاثِدِ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ لِضَعْفِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ الْكُوفِيِّ
 لَكِنْ هُمْ يَنْقُرُ يَزِيدُ ابْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فَقَدْ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ
 مِنْ طَرَفَيْنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قُلْتُ وَرَوَاهُ الشَّيْخُ طُحْطُوحٌ فِي الْحَاوِي
 بِرِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَنُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ وَأَبِي نُعَيْمٍ وَفِي آخِرِهِ فَإِنَّ الْمَهْدِيَّ -

(۱۵۷۹) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ عِنْدَ كِبَرِكُمْ
 ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيفَةٍ ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْعُمُ الرِّأْيَاتُ السُّودُ مِنْ
 قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يَقْتُلْهُ قَوْمٌ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ فَقَالَ إِذَا
 رَأَيْتُمُوهُ فَبَايَعُوهُ وَلَوْ جَبَا عَلَى الشَّيْخِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيِّ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)
 قَالَ السَّنَدُ أَخْرَجَهُ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ فِي مُسْنَدِهِ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي كِتَابِ الْمَهْدِيِّ

اور نکالے جائیں گے یہاں تک کہ ایک قوم مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے لئے ہوئے آئے گی میرے
 اہل بیت ان سے طالبِ خیر ہوں گے لیکن وہ ان کو نہیں دیں گے اس پر سخت جنگ ہوگی آخر وہ شکست
 کھائیں گے اور جوان سے طلب کیا تھا پیش کریں گے مگر وہ اس کو قبول نہ کریں گے آخر کار وہ ان جھنڈوں
 کو ایک ایسے شخص کے حوالہ کریں گے جو میرے اہل بیت سے ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر اسی
 طرح بھر دیگا جیسا لوگوں نے اس سے قبل ظلم و تعدی سے بھر دیا ہوگا لہذا تم میں سے جس کو اس کا زمانہ
 ملے وہ ضرور اس کے ساتھ ہو جائے اگرچہ اس کو برف پر گھسٹ کر چلنا پڑے (ابن ماجہ)۔

(۱۵۷۹) ثوبان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بڑھاپے میں تین
 آدمی خلفاء کی اولاد میں سے قتل ہوں گے پھر ان کے خاندان میں کسی کو مارت نہیں ملے گی پھر مشرق کی
 طرف سے کالے جھنڈے نمایاں ہوں گے اور تم کو اس بری طرح سے قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح

مِنْ طَرِيقِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ سَوِيكِ الشَّامِيِّ فِي الرَّوَاثِ هَذَا السَّنَدُ صَحِيحٌ رِجَالُهُ يُقَاتُونَ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ -

(۱۵۸۰) عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ الشُّرُوحَ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأَتَوْهَا وَلَوْ حَبْرًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللَّهِ الْمُهَدِيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الدَّلَائِلِ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ لَدُنَّ ابْنِ إِذْعَانَ ۝

(۱۵۸۱) عَنْ أَبِي الصَّدِيقِ النَّجَّاشِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمُهَدِيُّ إِنْ قَصَرَ قِسْمُهُ وَالْأَفْتِسَحُ تَنَعَّمَ أُمَّتِي فِيهِ نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا قَطُّ. ثَوْبَانِي الْأَرْضُ أَكَلَهَا لَا تَذْخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا. وَالْمَالُ يَوْمِئِذٍ كُدَّاسٌ. يَقُومُ الرَّجُلُ يَقُولُ يَا مُهَدِيٌّ أَعْطِنِي فَيَقُولُ خُذْ - (رواه الحاکم فی المستدرک وخرجه حدیث ابی سعید من طرق متعددة وحکم علی بعضها بانه علی شرط الشخین ورواه ابن ماجه وبنی مزید العمی ۵۵۵)۔

قتل عام نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد انھوں نے کچھ اور بیان فرمایا جو مجھ کو یاد نہیں ہے پھر فرمایا جب اس شخص کو تم دیکھو تو اس سے بیعت کر لینا اگرچہ برف کے اوپر گھسٹ کر چلنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ ہدی ہوگا (ابن ماجہ)۔

(۱۵۸۰) ثَوْبَانُ جَوَّاهُ كَهْرْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَ الْأَزْدِ غَلَامِ تَحْيَ بِيَانِ كَرْتِ هِي كَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ فَرِيَا هِي جَب تَم دِي كُو كَ سِيَا هُ جُزْدَ خُرَاسَانَ كِي جَانِبَ سَ آهِي هِي ثَوْبَانُ فِي شَالِ هُو جَانَا أَرْجَ بَرْفَ كَ أَوْ رَ كُشُونَ كَ بَلِ چِلَا هِي كِيُونِ نَ پَرَّ كِيُونِ كَ اَن فِيں اللّٰہ تعالیٰ كَا خَلِيفَ ہدی ہوگا (احمد و بیہقی)۔

(۱۵۸۱) ابوالصدق ناجی بیان کرتے ہیں کہ ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے میری امت میں ہدی ہوگا جو کم سے کم سات سال و نہ نو سال تک رہے گا۔ ان کے زمانے میں میری امت اتنی خوشحال ہوگی کہ اس سے قبل کسی ایسی خوشحال نہ ہوئی ہوگی۔ زمین اپنی ہر قسم کی پیداوار ان کے لئے نکال کر رکھ دے گی اور کچھ بچا کر نذر رکھے گی اور مال اس زمانے میں کھلیان میں ناز کے ڈھیر کی طرح پڑا ہوگا حتیٰ کہ ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا اے ہدی! مجھے کچھ دیجئے۔ وہ فرمائیں گے (جتنا مرضی میں آئے) اٹھالے۔ (مستدرک)

(۱۵۸۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مِنِّي حَدِيثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ بِي لَتَتَى الْمَهْدِيَّ تَخْرُجُ يَعِيشُ ثَمًّا أَوْ سَبْعًا أَوْ ثَمْعًا زَيْدًا شَاكًا، قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِينَ قَالَ فَيُعْطَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيَّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ فَيُعْطَى لِمَنْ يُوَظِّمُ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ - رواه الترمذی وقال هذا حديث حسن وقد روى من غير وجه عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم وأبو الصديق التاجي اسمه بكر بن عمرو ويقال بكر بن قيس - وفي أسناده زيد العنبري وروى البزار نحوه ورجالہ ثقات کما فی الاذاعۃ - (ترمذی ص ۲۱)

(۱۵۸۳) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخْرُجُ فِي آخِرِ لَيْلَتِي الْمَهْدِيَّ - يَسْقِيهِ اللَّهُ الْغَيْثَ وَتَخْرُجُ الْأَرْضُ نَبَاتًا وَيُعْطَى الْمَالُ صِحَاحًا وَتُكْلَرُ الْمَاشِيَةُ وَتُعْظَمُ الْأُمَمُ وَيُعِيشُ سَبْعًا وَثَمَانِيًا يَعْرِفُ حُجَّاءُ - أخرجنا الحكم في المستدرک وفيہ سلیمان بن عبیدہ کوفہ ابن جہان فی الثقات ولم یروا من أحد الکلم فیہ کذا فی الاذاعۃ -

(۱۵۸۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَشِّرْكُمْ بِالْمَهْدِيِّ يُبْعَثُ عَلَى اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ زَلَّالٍ، فَيَقْلُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَرْضَى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ يَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا قِيلَ

(۱۵۸۲) ابو سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وقوعِ حوادث کے خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے بعد کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا میری امت میں مہدی ہوگا جو پانچ یا سات یا نو تک حکومت کرے گا (زیرِ راوی حدیث کو ٹھیک مدت میں شک ہے) میں نے پوچھا کہ اس عدد سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا سال۔ ان کا نام ایسی خیر و برکت کا ہوگا کہ ایک شخص ان سے آکر سوال کرے گا اور کہے گا کہ اے مہدی! مجھ کو کچھ دیجئے مجھ کو کچھ دیجئے یہ کہتے ہیں کہ امام مہدیؑ ہاتھ بھر کر اس کو آٹھ سال دیدینگے جتنا اس سے اٹھ سکے گا۔ (ترمذی)

(۱۵۸۳) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخر میں ایک شخص مہدیؑ ظاہر ہوگا جس کے دور میں اللہ تعالیٰ خوب بارش نازل فرمائے گا اور زمین کی پیداوار بھی خوب ہوگی اور مالِ حصہ رسد سب کو برابر تقسیم کرے گا اور موشیوں کی کثرت ہو جائے گی اور امت کو بہت عظمت حاصل ہوگی سات یا آٹھ سال تک اسی فراوانی سے رہے گا۔ راوی کہتا ہے کہ سات یا آٹھ سے آپ کی مراد سال تھے۔

(۱۵۸۴) ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں تم کو مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں جو ایسے زمانے میں ظاہر ہوں گے جبکہ لوگوں میں بڑا اختلاف ہوگا اور بڑے زلزلے

مَا صَحَّحَ قَالَ بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَ النَّاسِ وَمِلْكًا قُلُوبَ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْفِرُ وَيَسْعُرُهُمْ عَذَابُهُ حَتَّى يَأْمُرَ مُنَادٍ يَأْتِيهِ مَنْ لَمْ يَنْفِقْ مَالًا حَاجَةً لِمَا يَقُومُ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ. فَيَكُونُ كَذَلِكَ سَبْعَ مِائَتَيْنِ. قَالَ السَّيْرِيُّ فِي الْحَاوِي رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَابُو يَعْلَى بِسَنَدٍ جَيِّدٍ. وَفِي الْأَفَاعَةِ رَجَالُهَا ثَقَاتٌ.

(۱۵۸۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَيَضْرِبُهُمْ حَتَّى يَرْجِعُوا إِلَى الْحَقِّ قَالُوا قُلْتُ وَنَمَّ يَمْلِكُ قَالَ خَمْسًا وَاشْتَيْنِ قَالُوا قُلْتُ وَمَا تَمْسَاؤُا شَيْنِ قَالَ لَا آذِي. أَخْرَجَهُ ابُو يَعْلَى وَفِيهِ الرِّجَالُ ابْنُ الرَّجَاءِ. وَثَقَّةُ ابُو زُرْعَةَ. وَضَعْفَةُ ابْنِ مَعِينٍ. وَيَقْتَرِ رَجَالُهُ ثَقَاتٌ. قَالَهُ الشُّرَكَانِيُّ كَذَابٌ فِي الْأَذْلَعَةِ.

(۱۵۸۶) عَنْ يَسِيرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ هَاجَتْ رَجُلٌ حَضَرَ ابْنُ الْكُوفَةِ فَعَارَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ هَجِيرٌ إِلَّا بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ جَاءَتْ السَّاعَةُ قَالَ فَقَعَدَ وَكَانَ مُتَكِيًا فَقَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ

آئیں گے وہ اگر پھر زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں جیسا کہ وہ اس کی آمد سے قبل ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ آسمان کے فرشتے اوزرین کے باشندے سب اس سے راضی ہوں گے اور مال تقسیم کریں گے صحاحا سوال کیا گیا صحاح کے معنی کیا ہیں؛ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ انصاف کے ساتھ سب میں برابر (مال تقسیم کریں گے) اور امت محمدیہ کے دل غنا سے بھر دیں گے اس کا انصاف بلا تخصیص سب میں عام ہوگا (اس کے زمانے میں فراغت کا یہ عالم ہوگا کہ) وہ ایک اعلان کرنے والے کو حکم دینگے وہ اعلان کرے گا کسی کو مال کی ضرورت باقی ہے تو صرف ایک شخص کھڑا ہوگا اسی حالت پر سات سال کا عرصہ گزرے گا۔ (احمد ابو یعلیٰ)

(۱۵۸۵) ابُو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا (ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر نہ ہو۔ وہ اہل دنیا کو زبردستی راہِ حق پر قائم کرے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا اس کی حکومت کتنے دن قائم رہے گی انھوں نے فرمایا پانچ اور دو (یعنی سات) یہ کہتے ہیں میں نے پوچھا ۵ اور ۲ کیا؟ انھوں نے کہا یہ میں نہیں جانتا کہ مراد سات سال تھے یا پینے گزشتہ روایات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ یہاں سال ہی مراد ہیں) (مسند ابو یعلیٰ)۔

(۱۵۸۶) یسیر بن جابر سے روایت ہے ایک بار کوفہ میں لال آندھی آئی ایک شخص آیا جس کا تکیہ کلام یہی تھا اے عبد اللہ بن مسعود قیامت آئی، یہ سن کر عبد اللہ بن مسعود بیٹھ گئے اور پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھے

حَتَّى لَا يُقَسِّمُوا مِيرَاثًا وَلَا يُفْرَحُوا بِغَنِيمَةٍ ثُمَّ قَالَ بِئْسَ هَٰذَا وَنَحَاَهَا نَحْوَ الشَّامِ فَقَالَ
عَدُوٌّ وَيَجْمَعُونَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُونَ لَهَا أَهْلُ الْإِسْلَامِ قُلْتُ الرَّؤْمُ تَعْنِي قَالَ نَعَمْ
قَالَ وَيَكُونُ عِنْدَ ذَٰلِكَ الْقِتَالِ بَرْدَةٌ شَدِيدَةٌ فَيَشْرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ
إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَجْزِيَنَّهُمُ اللَّيْلُ فَيَقِي هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَ
تَقْنِي الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَشْرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى
يَجْزِيَنَّهُمُ اللَّيْلُ فَيَقِي هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَقْنِي الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَشْرِطُ
الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يُمِيتُوا فَيَقِي هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ
كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَقْنِي الشَّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ الْيَوْمُ الرَّابِعُ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ
فَيَجْعَلُ اللَّهُ الدَّابِرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُونَ مَقْتَلَةً أَمَا قَالَ لَا يَرَى مِثْلَهَا وَمَا قَالَ لَمْ يَرَ
مِثْلَهَا حَتَّى إِنَّ الظَّائِرَ لَمْ يَرِ يَجْتَنِبُ عَنْهُمْ فَمَا يَخْلِفُهُمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِيتًا فَيَتَعَاذُ بَنُو الْأَبِ
كَأَنَّهُمْ أَيْمَانَةٌ فَلَا يَجِدُونَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِأَيِّ غَنِيمَةٍ يُفْرَحُ أَوْ أَيْ مِيرَاثٍ
يُقَسِّمُ فَيَسْأَلُهُمْ كَذَٰلِكَ الْفَرَادُ سَمِعُوا بَيِّنَاتٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ فَجَاءَ هَٰذَا الضَّرِيحُ رَارَاتٍ

انہوں نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ ترک نہ کرے گا اور مال غنیمت سے کچھ خوشی نہ ہوگی کہ چونکہ
جب کوئی وارث ہی نہ رہے گا تو ترک کون بنائے گا اور جب کوئی لڑائی سے زندہ نہ بچے گا تو مال غنیمت کی
کیا خوشی ہوگی) پھر شام کے ملک کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور کہا (نصاری) دشمن مسلمانوں سے
جنگ کے لئے جمع ہوں گے اور مسلمان بھی ان سے لڑنے کے لئے جمع ہوں گے میں نے کہا دشمن سے آپ کی
مراد نصاریٰ ہیں انہوں نے فرمایا ہاں اور اس وقت لڑائی شروع ہوگی مسلمان ایک لشکر کو آگے بھیجیں گے
جو مرنے کی شرط لگا کر آگے بڑھے گا یعنی اس قصد سے لڑے گا کہ یا مرنے کی یا فتح کر کے آئیں گے پھر
دو دنوں لشکروں میں جنگ ہوگی یہاں تک کہ رات ہو جائے گی اور دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی
کسی کو غلبہ نہ ہوگا اور جو لشکر لڑائی کے لئے بڑھا تھا وہ بالکل فنا ہو جائے گا (یعنی سب مارا جائے گا)
دوسرے دن پھر مسلمان ایک لشکر آگے بڑھائیں گے جو مرنے کے لئے اور غالب ہونے کے لئے جائے گا
اور لڑائی ہوتی رہے گی یہاں تک کہ رات ہو جائے گی پھر دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی اور کسی کو غلبہ
نہ ہوگا جو لشکر آگے بڑھا تھا وہ فنا ہو جائے گا پھر میرے دن مسلمان ایک لشکر آگے بڑھائیں گے،
مرنے یا غالب ہونے کی نیت سے اور شام تک لڑائی رہے گی پھر دونوں طرف کی فوجیں لوٹ
جائیں گی اور کسی کو غلبہ نہ ہوگا اور وہ لشکر بھی فنا ہو جائے گا جب چوتھا دن ہوگا جو جتنے مسلمان

لَلنَّجَالِ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي ذَرَارِيهِمْ فَيَرْفُضُونَ عَلَى أَيْدِيهِمْ وَيَقْبَلُونَ فَيَبْعُونَ عَشْرَ
فَوَارِسَ طَلِيعَةً قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْرِفُ أَشْمَاءَ هُمْ
أَشْمَاءُ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانُ خِيُولِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ خَيْرُ
فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ. (رواه مسلم)

(۱۵۸۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ
جَانِبَ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبَ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقْرَأُوا السَّلَاةَ
حَتَّى يَغْرُوْهُمَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاؤُهُمَا نَزَلُوا فَلَئِنْ قَاتَلُوا بِسَلَاةٍ
وَلَمْ يَزِمُوا بِهَا قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهِ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ
ابْنِ يَزِيدَ الرَّادِيُّ لَا أَعْلَمُ إِلَّا قَالَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّانِيَةَ لَا إِلَهَ

باقی رہ جائیں گے وہ سب آگے بڑھیں گے، اُس دن اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے گا اور ایسی لڑائی ہوگی
کہ ویسی کوئی نہ دیکھے گا یا ویسی لڑائی کسی نے نہ دیکھی ہوگی (راوی کو لفظ میں شک ہے) یہاں تک کہ زندہ مان کے
اوپر یا ان کی نعشوں سے پرواز کرے گا پر آگے نہیں بڑھے گا کہ وہ مردہ ہو کر گر جائیگا (یعنی اس کثرت کے ساتھ لاشیں
ہی لاشیں ہو جائیں گی) اور جب ایک دادا کی اولاد کی مروج شماری کی جائیگی تو فیصدی ۹۹ آدمی مارے
جا چکے ہوں گے اور صرف ایک بچا ہوگا ایسی حالت میں کون سے مالِ غنیمت سے خوشی ہوگی اور کون سا ترکہ
تقسیم ہوگا پھر مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے اور وہ یہ کہ شور مچے گا کہ
ان کے بل بچوں میں دجال آگیا ہے، یہ سنتے ہی جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوگا سب چھوڑ کر روانہ ہو جائیں گے
اور دس سواروں کو لین ڈوری کے طور پر روانہ کریں گے (تاکہ دجال کی خبر کی تحقیق کر کے لائیں) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سواروں کے اوٹان کے باپوں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ
بھی جانتا ہوں وہ اس وقت تمام روئے زمین کے بہتر سوار ہوں گے یا بہتر سواروں میں سے ہوں گے (مسلم شریف)۔
(۱۵۸۷) ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے وہ شہر سنا ہے
جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری جانب سمندر میں ہے؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
سنا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ بنو اسحاق کے ستر ہزار مسلمان

(۱۵۸۷) دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قسطنطنیہ کا ہے۔ یہاں عمرو بن لکیر شہر کے فتح ہو جانے پر تعجب
کہنے والے مسلمان ذرا غور و فکر کے ساتھ ایک بار اپنی گزشتہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی فتوحات
کی تاریخ اس قسم کے عجائبات سے معمور ہے اور سچ یہ ہے کہ اگر اس قسم کی غیبی اسرار میں ان کے ساتھ نہ ہوتیں تو اس زمانے میں
جبکہ نہ دھانی جہاز تھے نہ فضائی طیارے اور نہ موٹر، پھر ربیع مسکوں میں اسلام کو پھیلا دینا یہ کیسے ممکن تھا آج جبکہ

إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ الْبَرُّ فَسَقَطُ جَانِبِهَا الْآخِرَةُ يَقُولُونَ الثَّالِثَةُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيُفَرِّجُ لَهُمْ قَيْدَ خُلُوقِهَا فَيَغْنَمُونَ فَبَيْنَاهُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغْنَامَ
إِذَا جَاءَهُمُ الضَّرِيبُ مِنْ أَنْ الدَّجَالُ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرَكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ (رواه مسلم)
(۱۵۸۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْبِئُ الشُّرُومُ عَلَى
وَالٍ مِنْ عَائِلَتِي يُوَاطِّئُ اسْمَهُ إِنَّمَا يَقْتَتِلُونَ بِمَا كَانَ يُقَالُ لَهُ الْعَمَاقُ فَيَقْتَتِلُونَ فَيُقْتَلُ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ الثَّلَاثُ أَوْ تَحْذِلُكَ ثُمَّ يَقْتَتِلُونَ الْيَوْمَ الْآخِرُ فَيُقْتَلُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
تَحْذِلُكَ ثُمَّ يَقْتَتِلُونَ الثَّلَاثَ فَيَكْرَهُونَ أَهْلَ الثُّرُومِ فَلَا يَزَالُونَ حَتَّى يَفْتَحُوا

اس پر چڑھائی نہ کریں جب وہ اس شہر کے پاس جا کر اتریں گے تو نہ کسی ہتھیار سے لڑیں گے نہ کوئی تیر چلائیں گے
بلکہ ایک غرہ تکبیر لگائیں گے جس کی برکت سے شہر کی ایک جانب گر پڑے گی تو ابن یزید جو اس حدیث کا ایک
راوی ہے کہتا ہے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے مجھ سے بیان کرنے والے نے اس جانب کے متعلق یہ بیان کیا
تھا کہ وہ جانب سمندر کے رخ والی ہوگی اس کے بعد پھر دوبارہ غرہ تکبیر لگائیں گے تو اس کی دوسری جانب
بھی گر جائے گی اس کے بعد جب تیسری بار غرہ تکبیر لگائیں گے تو دواڑہ کھل جائے گا اور وہ اس میں داخل
ہو جائیں گے اور مال غنیمت حاصل کریں گے اس درمیان میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ آواز
آئیگی دیکھو وہ دجال نکل پڑا یہ سنتے ہی وہ سب مال و متاع چھوڑ کر لوٹ پڑیں گے۔ (مسلم)

(۱۵۸۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رومی میرے
خاندان کے ایک دل سے عہد شکنی کریں گے جس کا نام میرے ہی نام کی طرح ہوگا پھر وہ عاق نامی جگہ پر جنگ
کریں گے اور مسلمانوں کا تہائی لشکر یا تقریباً اتنا ہی شہید کر دیا جائے گا پھر دوسرے دن جنگ کریں گے اور
اتنی ہی مقدار شہید کر دی جائے گی پھر تیسرے دن جنگ کریں گے اور مسلمان پلٹ کر رومیوں پر حملہ آور
ہوں گے اور جنگ کا یہ سلسلہ قائم رہے گا حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے پھر اس دوران میں کہ وہ ڈھالیں

مادی طاقتوں نے سیرو سیاحت کا سلسلہ بالکل آسان کر دیا ہے جس حصہ زمین میں ہم پہنچتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام
ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکا تھا۔ علامہ ابن حزمی صحابی اور ابو مسلم خلائی کا مودہ اپنی فوج کے سمندر کو خشکی کی طرح عبور
کر جانا تاریخ کا واقعہ ہے، خالد بن ولید کے سامنے مقام حمرہ میں زہر کا پیالہ پیش ہونا اور ان کا بسم اللہ کہہ کر نوش
کر لینا اس کا نقصان نہ کرنا بھی تاریخ کی ایک حقیقت ہے۔ سفینہ (آپ کے غلام کا نام ہے) کا روم میں ایک جگہ
گم ہو جانا اور ایک شیر کا گردن جھکا کر ان کو لشکر تک پہنچانا اور حضرت عمر کا دینہ میں منبر پر اپنے جزیل ساریہ کو
آواز دینا اور مقام ہماوند میں ان کا شن لینا۔ اور حضرت عمر کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا یہ تمام تاریخ کے
مستند حقائق ہیں ان واقعات کے سوا جو سلسلہ سند ثابت میں ہندوستان کے بہت سے عجیب واقعات ایسے بھی ثابت ہیں
جن میں سے کسی کسی کی شہادت تو انگریزوں کی زبان سے بھی ثابت ہے۔

الْقُسْطِطِيَّةَ فَبَيْنَهُمْ تَقْسِيمُونَ فِيهَا بِالْأَكْثَرِ إِذَا اتَّاهُمْ صَارِخٌ أَنَّ الدَّعْجَالَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي دَارِيكُمْ. أَخْرَجَ الْخَطِيبُ فِي الْمَتَفَقِ وَالْمُقْتَرَفِ كَذَا فِي الْأَذَاعَةِ ۝

(۱۵۸۹) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْثُومًا قَالَ سَتَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الرُّومِ أَرْبَعُ هُدُنٍ يَوْمَ الرَّابِعَةِ عَلَى يَدِ رَجُلٍ مِنْ آلِ هَارُونَ يَدُومُ سَبْعَ سِنِينَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ إِمَامُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ قَالَ مَنْ وَلَدِي ابْنُ أَرْبَعِينَ سِنَةً كَانَ وَجْهُهُ كَوَلْبٍ دَرَّتْ فِي خَدِّهِ الْيَمْنِ خَالٌ أَسْوَدٌ عَلَيْهِ عِبَائَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَمْلِكُ عَشْرَ سِنِينَ يَشْخِزُ جِهَ الْكَنْزِ وَيَقْتُمُ مَدَائِنَ الشَّرِكِ (رِجَاهُ الطَّبْرَانِي كَمَا فِي الْكَزْمِي)

(۱۵۹۰) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ أَعِدُّ سِتَابَيْنِ يَدِي السَّاعَةَ. مَوْتِي. ثُمَّ فَتَحْتُ مَيْتَ الْمُقَدِّسِ ثُمَّ مَوْتَانِ يَأْخُذُ فِيكُمْ لَقْعَا صِ الْغَنَمِ. ثُمَّ اسْتِغَاضَ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ

بھر بھر کر مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ ایک آواز لگانے والا یہ آواز لگائے گا کہ دجال تمہاری اولاد کے پیچھے لگ گیا ہے۔

(۱۵۸۹) ابوامامہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور روم کے درمیان چار مرتبہ صلح ہوگی۔ چوتھی صلح ایسے شخص کے ہاتھ پر ہوگی جو آل ہارون سے ہوگا اور یہ صلح سات سال تک برابر قائم رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس وقت مسلمانوں کا امام کون شخص ہوگا آپ نے فرمایا وہ شخص میری اولاد میں سے ہوگا جس کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ اس کا چہرہ ستارہ کی طرح چمکدار اس کے دائیں رخسار پر سیاہ تل ہوگا، اور دو قطوانی عجائیں پہنے ہوگا، بالکل ایسا معلوم ہوگا جیسا بنی اسرائیل کا شخص دس سال حکومت کرے گا، زمین سے خزانوں کو نکالے گا اور مشرکین کے شہروں کو فتح کرے گا۔ (طبرانی)

(۱۵۹۰) عوف بن مالک سے روایت ہے کہ میں غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ باتیں گن رکھو سب سے پہلی میری وفات، پھر بیت المقدس کی فتح پھر تم میں عام موت ظاہر ہوگی جس طرح کہ بکریوں میں

(۱۵۹۰) اس حدیث میں قیامت سے قبل چھ علامات کا ذکر کیا گیا ہے جن کی تعین میں اگرچہ بہت کچھ اختلافات ہیں اور ان کے ابہام کی وجہ سے ہونے چاہئیں لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حدیث مذکور کے بعض الفاظ حضرت امام مہدی کے خروج کی علامات سے اتنے ملتے جلتے ہیں کہ اگر ان کو ادھر ہی اشارہ قرار دیا جائے تو ایک قریبی احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس حدیث کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بحث میں لکھ دیا گیا ہے، یہ لحاظ کے بغیر کہ محقق ابن خلدون اور ان کے

مِائَةِ دِينَارٍ فَيُظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِئْتُهُ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هَذِهِ
تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدُرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ تَمَائِينَ غَايَةٍ تَحْتَ
كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا - (رواه البخاری) -

(۱۵۹۱) عَنْ ذِي مَخْبَرٍ (هُوَ ابْنُ أَخِي الْبَغَاثِيِّ خَادِمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا أَمِنًا فَتَغْرُوَنَ أَنْتُمْ وَهُمْ
عَدُوٌّ مِمَّنْ دَرَأَكُمْ فَتَنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجِ ذِي ثُلُولٍ خَيْرَ قَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ
النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبِ يَقْبُولُ غَلَبَ الصَّلِيبِ فَيَغْضِبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَيْدًا قَدْ فَجِدْنَا
ذَلِكَ تَعْدِي الرُّومَ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ - (رواه أبو داود)

روائی مرض پھیل جائے (اور ان کی تباہی کا باعث بن جائے) پھر مال کی بہتات ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص کو سو سو
دینار دیے جائیں گے اور وہ خوش نہ ہوگا پھر فتنہ و فساد پھیل پڑے گا اور عرب کا کوئی گھر اس سے باقی
نہ رہے گا پھر صلح کی زندگی ہوگی اور یہ تمہارے اور بنی الاصفہ (رومی) کے درمیان قائم رہے گی پھر وہ تم سے
عہد شکنی کریں گے اور اسی جھنڈوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کر دیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔
(۱۵۹۱) ذی مخر رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ تم
روم سے صلح کرو گے پوری صلح اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کرو گے اور تم کو کامیابی ہوگی اور مال غنیمت
لے گا یہاں تک کہ جب ایک زمین پر اگر لشکر اترے گا جس میں ٹیلے ہوں گے اور سبزہ ہوگا تو ایک شخص نصرانیوں
میں سے صلیب اونچی کر کے کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا، اس پر ایک مسلمان کو غصہ آ جائے گا وہ اس
صلیب کو لے کر توڑ ڈالے گا اور اس وقت نصاریٰ غماری کریں گے اور جنگ عظیم کے لئے سب
ایک محاذ پر جمع ہو جائیں گے۔ (ابو داؤد)

اذتاب اس کے معقد ہیں یا نہیں۔

(تنبیہ) یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ علماء کے نزدیک مفہوم عدد معتبر نہیں ہے اس لئے مجھ کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت
نہیں ہے کہ قیامت سے قبل اس کے ظہور کی چھ علامات ہیں یا بیش و کم۔ یہ وقت اور علامات کی حیثیت شمار کرنے سے مختلف ہو سکتی ہیں
ان کا کسی حیثیت سے چھ ہونا بھی ممکن ہے اور کسی لحاظ سے وہ کم اور زیادہ بھی ہو سکتی ہیں ممکن ہے کہ وقتی لحاظ سے جن علامات کو
آپ نے یہاں شمار کرا یا ہے ان کا عدد کسی خصوصیت پر مشتمل ہو۔ یہ بات صرف یہاں نہیں بلکہ دیگر حدیثوں کے موضوعات میں بھی
اگر آپ کے پیش نظر ہے تو بہت سی شکلات کے لئے موجب حل ہو سکتی ہے جیسا کہ فضل اعمال کی حدیثوں میں اختلاف
مطلب ہے اور اس کو بہت پیچیدگیوں میں ڈال دیا گیا ہے حالانکہ یہ اختلاف بھی صرف وقتی اور شخصی اختلاف
کے لحاظ سے پیدا ہو جاتا بہت قرین قیاس ہے۔ مگر کیا کہا جائے منطق عادات نے ہمارے ذہنی ساخت کو بدل
دیا ہے۔ جوں نزدیک حقیقت رہا افسانہ زردند۔

(۱۵۹۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْثَدٍ فَيَكُونُ وَامَامُكُمْ مِنْكُمْ (رواه الشيخان) وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ فَأَمَّاكُمْ وَفِي لَفْظٍ آخَرٍ فَأَمَّاكُمْ مِنْكُمْ

(۱۵۹۲) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تمہارا اندر عیسیٰ بن مرثد اتریں گے اور اس وقت تمہارا امام وہ شخص ہوگا جو خود تم میں سے ہوگا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کے ایک لفظ میں ہے کہ ایک شخص جو تم ہی میں سے ہوگا اور اس وقت کی نماز میں تمہارا امام وہی ہوگا۔

(۱۵۹۲) حدیث مذکور میں واما امکم منکم کی شرح بعض علما نے یہ بیان کی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نازل ہونگے تو وہ شریعت محمدیہ ہی پر عمل فرمائیں گے اس لحاظ سے گویا وہ ہم ہی میں سے ہوں گے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہاں امام سے مراد امام ہدیٰ میں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے زمانے میں نازل ہوں گے جبکہ ہمارا امام خود ہم ہی میں سے ہوگا۔ ان دونوں صورتوں میں امامت سے مراد امامت کبریٰ یعنی امیر و خلیفہ ہے۔

اس مضمون کے ساتھ صحیح مسلم میں فیقول ما یدرہم تعالٰی صل لنا کا دوسرا مضمون بھی آیا ہے یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو نماز کا وقت ہوگا اور امام معنی پر جا چکا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ امام بھیجے پٹنے کا ارادہ کرے گا اور عرض کرے گا آپ آگے تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کو امامت کا حکم فرمائیں گے اور یہ نماز خود اسی کے پیچھے پڑھیں گے یہاں امامت سے مراد امامت صغریٰ یعنی نماز کا امام مراد ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں مضمون بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح علیحدہ علیحدہ منقول ہوئے ہیں ابو ہریرہ کی حدیث میں لفظ واما امکم منکم سے پہلے مضمون مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں مسلمانوں کا امیر ایک نیک شخص ہوگا جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث میں اس کی بدھفات آچکی ہے ملاحظہ فرمائیے ترجمان السنۃ فیہ اس میں واما امکم منکم کی بجائے واما امکم رجل صالح صاف موجود ہے یعنی تمہارا امام ایک مرد صالح ہوگا۔ اب بعد میں کسی راوی نے اس کو دوسری روایت پر عمل کر کے امام سے مراد امامت صغریٰ یعنی نماز کی امامت مراد لے لی ہے اور اس لئے اس کو بلفظ اتکم ادا کر دیا ہے اس کے بعد کسی نے اس کے ساتھ منکم کا لفظ اور اضافہ کر دیا ہے اور جب امکم کے ساتھ لفظ منکم کی مراد واضح نہ ہو سکی تو پھر اس کی تاویل شروع ہو گئی ہے ورنہ واما امکم منکم کا اہل لفظ بالکل واضح ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی اجمال نہیں ہے۔ ابن ماجہ کی قوی حدیث نے اس کی پوری تشریح بھی کر دی ہے لہذا جب صحیح مسلم کی مذکورہ بالا حدیث میں یہ متعین ہو گیا کہ امام سے امیر و خلیفہ مراد ہے تو اب بحث طلب بات صرف یہ رہتی ہے کہ یہ امام اور رجل صالح کیا وہی امام ہدیٰ ہی میں یا کوئی دوسرا شخص ہو۔ ظاہر ہے کہ اگر دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اس امام اور رجل صالح سے مراد ہی امام ہدیٰ ہیں تو پھر امام ہدیٰ کی آمد کا ثبوت خود صحیحین میں ماننا پڑے گا۔ اس کے بعد اب آپ دو روایات ملاحظہ فرمائیں جن میں یہ مذکور ہے کہ یہاں امام سے مراد امام ہدیٰ ہی ہیں۔ یہ واضح رہنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں کسی امام عادل کا موجود ہونا جب صحیحین سے ثابت ہو تو اس دعویٰ کے لئے کوئی ضعیف حدیث بھی موجود نہیں کہ وہ امام امام ہدیٰ نہ ہوں گے بلکہ کوئی اور امام ہوگا تو اب اس امام کے امام ہدیٰ ہونے کے انکار کیلئے کوئی معقول وجہ نہیں ہے بالخصوص جبکہ دوسری روایات میں اس کے امام ہدیٰ ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اسی کے ساتھ جب صحیح مسلم کی حدیثوں میں اس امام کے صفات وہی ہیں جو حضرت امام ہدیٰ کی صفات ہیں تو پھر ان حدیثوں کو بھی امام ہدیٰ کی آمد کا ثبوت تسلیم کر لینا چاہیے۔ اس کے علاوہ حدیثوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جو اگرچہ لمحاظ اسناد ضعیف ہیں لیکن صحیح و حسن حدیثوں کے ساتھ ملا کر وہ بھی

(۱۵۹۳) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَهْدِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَيُصَلِّيُ خَلْفَهُ عِيسَى. أَخْرَجَهُ نَعِيمُ بْنُ حَمَادٍ فِي الْحَاوِي ۞

(۱۵۹۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ (الْحُدْرِيِّ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَلْزَمَ يُصَلِّيُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ. أَخْرَجَهُ ابُو نَعِيمٍ كَذَا فِي الْحَاوِي ۞

(۱۵۹۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي تُقَاتِلُ عَلَى الْحَقِّ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ يَنْزِلُ عَلَى الْمَهْدِيِّ فَيَقَالُ تَقَدَّمَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَصَلِّ بِنَا فَيَقُولُ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَمْرًاوُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ. أَخْرَجَهُ ابُو عَمْرٍو الدَّانِي فِي سَنَنِ الْحَاوِي ۞ وَرَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا وَلَكِنْ فِيهِ فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا. كَمَا فِي تَرْجَمَانِ السَّنَةِ ۞

(۱۵۹۶) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَفِتُ الْمَهْدِيُّ وَقَدْ نَزَلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ كَأَنَّمَا يَقْطُرُ مِنْ شَجَرَةِ الْمَاءِ فَيَقُولُ الْمَهْدِيُّ تَقَدَّمَ صَلِّ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّمَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ لَكَ فَيُصَلِّيُ خَلْفَ رَجُلٍ مِنْ وَلَدِي. أَخْرَجَهُ ابُو عَمْرٍو الدَّانِي فِي سَنَنِ كَذَا فِي الْحَاوِي ۞

(۱۵۹۳) عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم امام مہدی کے بعد نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے (ایک) نماز ادا فرمائیں گے۔

(۱۵۹۴) ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی امت میں سے ایک شخص ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم اقتدار فرمائیں گے۔ (ابونعیم)

(۱۵۹۵) جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک طائفہ حق کیلئے ہمیشہ مقابلہ کرتا رہے گا یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم امام مہدی کی موجودگی میں بیت مقدس میں طلوع فجر کے وقت اتریں گے ان کے عرض کیا جائیگا یا نبی اللہ آگے تشریف لائیے اور ہم کو نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں گے یہ امت خود ایک دوسرے کیلئے امیر ہے اس لئے اس وقت کی نماز تو یہی پڑھائیں یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے مگر اس میں مہدی کی بجائے امیر کا لفظ یعنی مسلمانوں کا امیر عرض کر گیا کہ آپ ہم کو نماز پڑھا دیجئے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہی جواب مذکور ہے۔

(۱۵۹۶) حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتر چکے ہوں گے ان کو دیکھ کر یوں معلوم ہوگا گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے اس وقت امام مہدی ان کی طرف مخاطب ہو کر عرض کریں گے تشریف لائیے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں گے اس نماز کی اقامت تو آپ کیلئے ہو چکی ہے اور نماز تو آپ ہی پڑھائیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، یہ نماز میری اولاد میں سے ایک شخص کے پیچھے ادا فرمائیں گے۔

(۱۵۹۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ آمِنُوا هَذَا الْمَهْدِيُّ تَعَالَ صَلِّ بِنَا فَيَقُولُ وَإِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرَاءٌ مُكْرِمَةٌ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ أَخْرَجَهُ السُّيُوطِيُّ فِي الْحَاوِي ۷۶ عَنْ أَبِي نَعِيمٍ.

(۱۵۹۸) عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ الْمَهْدِيُّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ الَّذِي يَوْمُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ كَذَا فِي الْحَاوِي ۷۶

(۱۵۹۹) عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَالَ. وَقَالَ فَتَنِّي الْمَدِينَةُ الْخَبِيثَ مِنْهَا لَمَّا بَنِي الْكِبْرُ خَبَثَ الْحَدِيدُ وَيُدْعَى ذَلِكَ الْيَوْمُ يَوْمُ الْخَلَاصِ فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ. قَالَ هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ وَجُلُومٌ بَيْتُ الْمَقْدِسِ وَإِقَامُهُمُ الْمَهْدِيُّ رَجُلٌ صَالِحٌ فَيَنْتَهِ إِمامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ بِصَلَى بِهِمُ الصُّبُورُ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبُورُ فَرَجَعَ ذَلِكَ الْإِمَامُ يَبْكُصُ يَمِشُ الْقَهْقَرَى لِيَتَقَدَّمَ عِيسَى فَيَضَعُ عِيسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ تَقَدَّمَ فَإِنَّهَا لَكَ أُرْقِمَتْ فَيُصَلِّي بِهِمَا مَا هُمُومُ. أَخْرَجَهُ ابْنُ عَجَلَةَ الرُّيَانِيُّ وَابْنُ خَرِّمَةَ وَابُو عَوَانَةَ وَالْحَاكِمُ وَابُو نَعِيمٍ الْفَضْلُ كَذَا فِي الْحَاوِي ۷۶

(۱۵۹۷) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور لوگوں کے امیر مہدی فرمائیں گے کہ آئیے اور ہم کو نماز پڑھائیے وہ جواب دیں گے کہ تم ہی میں سے ایک دوسرے کا امیر ہے اور یہ اس امت کا اعزاز ہے۔

(۱۵۹۸) ابن سیرین سے روایت ہے کہ مہدی اسی امت سے ہوں گے اور عیسیٰ ابن مریم کی امامت انجام دیں گے۔

(۱۵۹۹) ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مہدی گندگی کو اس طرح دور کر دے گا جس طرح کہ بھٹی لوہے کی گندگی کو دور کر دیتی ہے اور یہ دن یوم النخلاص (پاک اور ناپاک کی جدائی کا دن) کہلائیگا۔ ام شریک نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کہاں ہوں گے آپ نے فرمایا کہ اس وقت ان کی تعداد کم ہوگی اور ان میں بیشتر بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کے امام ایک مرد صالح مہدی ہوں گے۔ وہ ایک نیک انسان ہوں گے، وہ ایک دن صبح کی نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائیگا اور یہ امام (مہدی علیہ السلام) اپنے پاؤں لوٹیں گے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام امامت کیلئے آگے بڑھیں پھر عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ ان کے شانوں کے درمیان رکھ دیں گے اور فرمائیں گے کہ آپ آگے بڑھے اور یہ آپ ہی کے لئے امامت ہی گئی ہے اور ان کے امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔

(۱۶۰۰) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ لَمَّا جُلُوسًا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ قَهْزٌ وَلَا دِرْهَمٌ فَلَمَّا مِنْ آيَةٍ ذَلِكَ فَقَالَ مِنْ قَبْلِ الْعَجَبِ يَمْتَنِعُونَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مَدَى آيَةٍ مَدَى فَلَمَّا مِنْ آيَةٍ ذَلِكَ فَقَالَ مِنْ قَبْلِ الرُّومِ ثُمَّ سَكَتَ فَهَيَّجَهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْشَى الْمَالَ حَتَّى لَا يَعْدُدَ عَدًّا قِيلَ لَا بِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ تَرَيَانِ أَنَّهُ عُمرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَا (رواه مسلم)

(۱۶۰۱) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْشَى الْمَالَ حَتَّى لَا يَعْدُدَ عَدًّا (رواه مسلم)

(۱۶۰۰) ابو نضرہ فرمایا کرتے ہیں کہ ہم جابر بن عبد اللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا عنقریب ایسا ہوگا کہ اہل عراق کو نہ غلہ ملے گا نہ پیسہ ہم نے دریافت کیا یہ مصیبت کس کی وجہ سے آئے گی انہوں نے فرمایا تم کے سبب سے، وہ نہ غلہ آئے دیں نہ پیسہ، پھر فرمایا عنقریب ایک وقت آئے گا کہ اہل شام کو نہ دینار ملے گا نہ کسی قسم کا ذرا سا غلہ ہم نے ان سے پوچھا یہ مصیبت کدھر سے آئے گی فرمایا روم کی جانب سے۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر تک خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو پھر بھر کر مال دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ ابو نضرہ نے جو صحابی حدیث کا راوی ہے اور ابو العلاء سے پوچھا کیا آپ کا کیا خیال ہے کیا اس خلیفہ کا مصداق عمر بن عبد العزیز ہیں، ان دونوں نے بالاتفاق جواب دیا انہیں۔ (مسلم شریف)

(۱۶۰۱) جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال دونوں ہاتھ بھر بھر کر دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم شریف)

(۱۶۰۱) صحیح مسلم کی مذکورہ بالا ہر دو حدیثوں میں ایک خلیفہ کے دور میں مال کی خاص بہتات کا تذکرہ ہے اور ابو نضرہ کی حدیث میں اس خلیفہ کے مصداق کے متعلق بھی کچھ بحث ہے مگر ابو نضرہ راوی حدیث اور ابو العلاء کی رائے یہ ہے کہ اس کا مصداق عمر بن عبد العزیز جیسا ضرب المثل عادل خلیفہ بھی نہیں بلکہ ان کے بعد کوئی اور خلیفہ ہے مگر جب امام ترمذی، امام احمد اور ابویعلیٰ کی صحیح حدیثوں میں مال کی یہی بہتات تقریباً ایک ہی الفاظ کے ساتھ امام ہمدی کے عہد میں ان کے نام کے ساتھ مذکور ہے تو پھر صحیح مسلم میں جس خلیفہ کا تذکرہ موجود ہے اس کا امام ہمدی ہونا قطعی نہیں تو کیا ظنی بھی نہیں کہا جاسکتا۔

خروج السفیانی و ہلاکہ مع جنودہ بالبیداء

(۱۶۰۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ السُّفْيَانِيُّ فِي غَمٍّ دَمِشْقَ وَعَامَّةٌ مِنْ يَتْبَعُهُ مِنْ كُلِّ قَبِيلٍ فَيَقْتُلُ حَتَّى يَبْقُرَ بَطُونَ النِّسَاءِ وَيَقْتُلُ الصَّبِيَّانَ فَتَجْمَعُ لَهُمْ قَيْسٌ فَيَقْتُلُهُمَا حَتَّى لَا يَمْنَعُ ذَنْبُ تَلْعَةٍ وَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فِي الْهَرَّةِ فَيَبْلُغُ السُّفْيَانِيَّ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِ جُنْدًا مِنْ جُنْدِهِ فَيَهْزِمُهُمْ فَيَسِيرُ إِلَيْهِ السُّفْيَانِيُّ بِمَنْ مَعَهُ حَتَّى إِذَا صَارَ بَيْدَاءَ مِنْ الْأَرْضِ خُصِفَ بِهِمْ فَلَا يَنْجُو مِنْهُمْ إِلَّا الْخَبِيرُ عَنْهُمْ - (رواه الحاكم كذا في المحادی ص ۱۵)

(۱۶۰۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجَبُ أَنَّ أَنَسًا مِنْ أُمَّتِي يَوْمُئِذٍ الْبَيْتَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ تَجَا بِالْبَيْتِ حَتَّى كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُصِفَ بِهِمْ فِيهِمُ الْمُتَنَفِّرُونَ الْجَبُورُ وَابْنُ السَّيْلِ يَهْلِكُونَ تَهْلُكًا وَاحِدًا لَوْ يَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَيْءٍ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ عَلَى سَيِّئَةٍ يَهْدِيهِمْ اللَّهُ

سفیانی کا نکلنا اور مقام بیدار میں اپنی فوج کے ساتھ ہلاک ہونا

(۱۶۰۲) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دمشق کی بستی پر ایک سفیانی شخص حلاوت ہوگا جس کی عام طور پر اتباع کرنے والے قبیلہ کلب کے لوگ ہوں گے وہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے گا اور بچوں کو قتل کریگا اس کے مقابلہ کیلئے قیس کے قبیلہ کے لوگ جمع ہوں گے پھر وہ ان کو قتل کریگا حتیٰ کہ کسی ٹیلے کی گھائی ان کو پہچان سکے گی اہل بیت میں سے سگستان مدینہ میں ایک شخص ظاہر ہوگا اس سفیانی کو اس کی خبر پہنچی تو وہ اپنے لشکر میں سے ایک دستہ ان کے مقابلہ کیلئے روانہ کرے گا وہ شخص ان کو شکست دے گا اس پر سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لیکر خود ان کے مقابلہ کے لئے چلے گا یہاں تک کہ جب بیدار کے میدان میں پہنچے گا تو سب زمین میں دھنس جائیں گے اور ان میں سے کوئی شخص بھی نہ بچے گا مگر صرف ایک شخص جو ان لوگوں کی خبر اپنی جماعت کو جا کر دے گا۔ (حاکم)

(۱۶۰۳) حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ بیت اللہ شریف کی طرف ایسے قریشی شخص کے مقابلے کا قصد کریں گے جس نے بیت اللہ کی پناہ لے رکھی ہوگی اور میری امت ہی میں سے چند لوگ اس سے جنگ کا قصد کریں گے یہاں تک کہ جب بیدار میں پہنچیں گے تو سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے ان میں اپنی خوشی سے آئیں والے اور زبردستی سے آئیں والے اور مسافر سب

پہنچیں گے لوگ ہوں گے یہ سب ایک ہی جگہ ہلاک ہو جائیں گے مگر محشر میں اپنی اپنی نیت کے مطابق انھیں گے (مسلم شریف)

(۱۶۰۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ يَدَا بَيْنَ قَهْرُجٍ إِلَى هِمُ حَيْشٍ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا انْصَافُوا قَالَتِ الرُّومُ خَلَوْا يَتَنَلَوْنَ الَّذِينَ سَبَّوْا مِنَّا نَقَاتِلُهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نَخْلِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيَقَاتِلُوا نَهُمُ فِيهِمْ رَمُ ثُلُثٌ

(۱۶۰۴) ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ روم کے نصاریٰ کا لشکر اعماق میں یا دابن میں اترے گا یہ دونوں مقام حلب کے قریب ملک شام میں ہیں) تو مدینہ سے ایک ایسا لشکر نکلے گا جو اس وقت تمام روئے زمین میں افضل ہوگا جب دونوں لشکر صف آرا ہو جائیں گے تو نصاریٰ کہیں گے تم ان مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ جنہوں نے ہمارے بال بچے گرفتار کر لئے ہیں اور غلام بنائے ہیں ہم ان سے لڑیں گے مسلمان کہیں گے نہیں خدا کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گے

(۱۶۰۴) سید برزنجی نے حضرت ابن مسعود سے ایک مفصل روایت نقل کی ہے جس سے اس باب کے واقعات کی ترتیب پر کافی روشنی پڑتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام رومیوں کے ساتھ مل کر پہلے ایک بار رومیوں کے کسی دشمن سے جنگ کریں گے جس کے نتیجہ میں ان کی فتح ہوگی اور دشمن سے حاصل شدہ مال یہ دونوں باہم تقسیم کر لیں گے اس کے بعد پھر یہ دونوں مل کر فارس سے جنگ کریں گے اور پھر ان ہی کو فتح ہوگی۔ رومی مسلمانوں سے کہیں گے کہ جس طرح پہلی بار ہم نے مال غنیمت تقسیم کر کے تم کو دیو یا تھا اسی طرح اس بار تم بھی مال اور قیدی سب ہم کو برابر تقسیم کرو کہ ہم کو دید۔ اس پر اہل اسلام حاصل شدہ مال اور مشرک قیدیوں کی تقسیم کر لیں گے مگر جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں گے وہ تقسیم نہ کریں گے، رومی کہیں گے کہ ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے بچوں کو قید کرنے کے یہ بھی مجرم ہیں اس لئے ان کو بھی ہمارے حوالہ کرو، مسلمان کہیں گے یہ نہیں ہو سکتا ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ہرگز تنہا ہی حوالہ نہیں کریں گے۔ رومی کہیں گے کہ یہ خلاف معاہدہ بات ہے آخر کار رومی صاحب رومیہ کے پاس یہ شکایت لے کر جائیں گے وہ اسی جھڑے کا ایک بڑا لشکر سمندری راہ سے ان کے ہمراہ کر دے گا جس کے ہر جھڑے کے نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔ یہ لشکر شام کا تمام ملک فتح کر لے گا صرف دمشق اور معتن کا پہاڑ بچ رہے گا اور بیت مقدس کو برباد کر ڈالے گا۔ یہاں ایک سخت جنگ ہوگی مسلمانوں کے بچے معتن پہاڑ کے اوپر ہوں گے اور مسلمان ہزار ہا پر صبح و شام ان کے نبوآنا ہوں گے۔ جب شاہ قسطنطینہ یہ نقشہ دیکھے گا تو وہ قسریں کے پاس تین لاکھ فوج خشکی کی راہ سے روانہ کرے گا اور یمن کے ساتھ چالیس ہزار قیدی حیر کے لوگ ان سے آلیں گے یہاں تک کہ بیت مقدس پہنچیں گے اور وہ بھی روم سے جنگ کریں گے آخر ان کو شکست دیں گے۔ ایک اور لشکر آزلو شدہ غلاموں کا بھی عرب کی مدد کے لئے آئے گا اور بچے گا کہ اے عرب تم تعصب کی بات چھوڑو ورنہ کوئی تمہارا ساتھ نہ دے گا اور پھر ان کی مشرکین سے جنگ ہوگی مگر مسلمانوں کے کسی لشکر کو فتح نصیب نہ ہوگی ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے اور ایک تہائی بھاگ نکلیں گے اور ایک تہائی باقی رہ جائیں گے ان میں سے پھر ایک تہائی مرتد ہو کر روم سے جا ملیں گے اور ایک تہائی عراق و یمن اور حجاز کی طرف بھاگ جائیں گے اور بقیہ ایک تہائی کہیں گے کہ واقعی اب عصیت چھوڑ کر سب متفق ہو جاؤ اور سب مل کر دشمن سے جنگ کرو اور اب اس غزم کے ساتھ جنگ کریں گے کہ یا ہم فتح کر لیں گے ورنہ مرجائیں گے جب رومی لشکر مسلمانوں کی اس قلت کا احساس کرے گا تو ایک شخص صلیب لے کر کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا اس پر ایک مسلمان جھنڈا لے کر نعرہ لگائے گا کہ اللہ کے انصار کا

لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثَلَاثُ هُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيُفْتَحُ
 الثَّلَاثُ لَا يَفْتَرِقُونَ أَبَدًا فَيَفْتَحُونَ قُسْطَ طِينِيَّةٍ بَيْنَنَا هُمْ يَفْتَحُونَ الْغَنَائِمَ
 كَذَلِكَ حَلَقُوا سِيوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ أَنَّ الْمَرْحَمَ قَدْ خَلَقَكُمْ فِي
 أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ وَإِذَا جَاءَ الْعَمَامُ خَرَجَ بَيْنَنَا هُمْ يَجِدُونَ لِلْقِتَالِ

پھر لڑائی ہوگی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ نکلے گا ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی
 لشکر شہید ہو جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہیدوں میں افضل ہوگا اور تہائی لشکر قیاب ہوگا وہ عمر بھر
 کبھی کسی نقص اور بلا میں نہ پڑیں گے پھر وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جو اس وقت نصاریٰ کے قبضہ میں آگیا
 ہوگا (اب تک یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے) وہ مال غنیمت کی تقسیم میں ابھی مشغول ہوں گے اور اپنی تلواروں
 کو زیتون کے درختوں میں لٹکا چکے ہوں گے اتنے میں شیطان آواز دے گا کہ وصال تمہارے پیچھے تمہارے بال
 بچوں میں نکل آیا ہے یہ خبر سنتے ہی مسلمان وہاں سے چل پڑیں گے حالانکہ یہ افواہ غلط ہوگی جب شام کے

غلبہ ہوا۔ رومیوں کے اس کلمہ پر اللہ تعالیٰ کو فضا آگیا اور وہ مسلمانوں کی دوا کہ فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائے گا اور مسلمانوں کو
 کامیاب کر دے گا اس کے بعد مسلمان رومیوں کے ملک میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں کے لوگ ان سے اس طلب کر کے
 جزئیہ دینے پر راضی ہو جائیں گے پھر ارد گرد کے رومی یا فواہ الہامی گئے کہ وصال نکل آیا ہے مسلمان اور بھاگ پڑیں گے
 بعد میں ان کو معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط تھی اور باقی ماندہ مسلمانوں پر رومی ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو بیخ و بنیاد سے قتل
 کر ڈالیں گے یہاں تک کہ روم میں عرب کے زعماء و سرداروں سے کوئی بچے گا۔ مسلمان واپس ہو کر جب یہ ماجرا سمجھیں گے تو پھر ان سے
 جنگ کریں گے اور جس قلعہ پر گزریں گے تین دن کے اندر اندر اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کر دے گا یہاں تک کہ جب خلیج کے پاس
 پہنچیں گے تو نصاریٰ کہیں گے مسیح ہمارا مددگار ہے اور صلیب کی برکت خلیج سمندر سے بچاؤ کے لئے ہماری مدد ہے۔ جب
 صبح ہوگی تو کیا دیکھیں گے کہ خلیج خشک ہو گئی ہے اور سمندر ہٹ چکا ہے بس فوراً اس میں اپنے خیمے لگا دیں گے اور ہر مسلمان
 حمد کی شب میں کفر کے اس شہر کا محاصرہ کر لیں گے اور رات سے لیکر صبح تک حماد و اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے رہیں گے
 یہ کوئی شخص سوئے گا اور نہ جیٹھے گا جب صبح ہوگی تو تمام مسلمان مل کر ایک بار اللہ اکبر کا نغز لگائیں گے اسی وقت شہر کی
 ایک جانب گر پڑے گی اس پر حیران ہو کر روم کہیں گے کہ پہلے تو ہماری جنگ عرب سے تھی اب تو جنگ کرنی خود پروردگار عالم
 ہی سے جنگ معلوم ہوتی ہے دیکھو مسلمانوں کے لئے ہمارا شہر خود بخود گر کر برباد ہو گیا۔ اس کے بعد مال غنیمت کا سونا ڈھالوں میں بھر
 بھر کر تقسیم ہوگا اور عورتیں اس کثرت سے ہوں گی کہ ایک ایک شخص کے حصہ میں تین تین سو عورتیں آئیں گی اس کے بعد پھر وصال
 حقیقہ نکل آئے گا اور قسطنطنیہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں فتح ہوگا جو زندہ و سلامت رہیں گے نہ بیمار پڑیں گے اور نہ کوئی مرض
 ان کو ستائے گا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور ان کے ہمراہ یہ جماعت وصال کے لشکر (یہود) کے ساتھ جنگ میں شریک
 ہوگی۔ یہ روایت اس تفصیل کے ساتھ امام سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائی ہے۔

بعض حدیثوں میں امام مہدی کے متعلق یصلی اللہ فی لیلۃ کا لفظ بھی ملتا ہے جو ضابطہ حدیث کے اعتبار
 سے خواہ صحت کے درجہ پر نہ کیا جائے مگر ایک غیث حقیقت اس سے مل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان
 قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب امام مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تعارف عوام و خواص میں کیسے

يَسْئُرُونَ الصُّفُوفَ إِذَا قِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَتَأْتِي عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيُؤَمِّرُهُمْ إِذَا سَآءَ
عَذَابُ الشَّيْطَانِ كَمَا يُدَاوِبُ الْمَاءُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكْتُمْ لَأَنْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلا يَحْسُنُ
يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِبَيْدِهِ فَيُرْجِيهِمْ فِي حُورٍ مَجِيدَةٍ (ترجمہ مسلم)

ملک میں پیچیں گے اس وقت دجال نکلے گا اور جب مسلمان جنگ کے لئے مستعد ہوں گے اور صف آرائی کر رہے
ہوں گے کہ نماز کا وقت آجائے گا اسی وقت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور ان کی امامت کریں گے جب خدا کا دشمن دجال
ان کو دیکھے گا تو اسے خوف کے اس طرح گھمٹ جائے گا جیسے نیک پانی میں گھل جاتا ہے اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو
یونہی چھوڑ دیں تو بھی وہ خود بخود گھل گھل کر ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ
سے مقدر فرمایا ہے اس لئے وہ اس کو قتل فرمائیں گے اور اپنے نیزہ میں اس کے قتل کا خون دکھائیں گے (مسلم)

مغنیہ سکتا ہے اس لئے مصائب و آلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار عقول معلوم نہیں ہوتا لیکن اس لحاظ سے یہ حل
کر دیا کہ یہ صفات خود کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں لیکن ان کے وہ باطنی تعارفات اور روحانیت مشیت الہیہ کے
ماقت اور جمل رکھی جائے گی یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی
خصوصیات منظر عام پر آجائیں گی گویا یہ بھی ایک کرشمہ قدرت ہو گا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو
پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا تو قدرت الہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد
ان کا امام ہمدی ہونا ایک نابینا پر بھی منکشف ہو جائے گا دیکھئے کہ قال کا خروج احادیث صحیحہ سے کیا ثابت ہے۔ لیکن یہ
ثابت شدہ حقیقت اس کے خروج سے پہلے کتنی غفی ہے اور جب کہ یہ داستان دور رفتن کی ہے تو اب امام ہمدی کے
ظہور اور دجال کے وجود میں انکشاف کا مطالبہ کرنا یا اس بحث میں پڑنا یہ مستقل خود ایک قسہ ہے۔

اس قسم کے عجائبات کی مثالیں شریعت میں بہت ملتی ہیں۔ یوم جمعہ میں مساحت محمودہ کا ہونا تو یقینی ہے
مگر وہ بھی اختلافات کے جھرمٹ میں ایسی مبہم ہو کر رہ گئی ہے کہ اس کا متعین کرنا اہل علم کو بھی مشکل پڑ گیا ہے
یہی حال شب قدر میں ہے اور اس سے زیادہ ابہام و دیر فتن کی احادیث میں نظر آتا ہے غالباً یہ بھی مشیت الہیہ کا
ایک سر ہے کہ قتل پہلے وقت پر ظاہر ہو پھر اس کا متعین کرنا مشکل ہو جائے۔ دجال کی حدیثوں میں آپ پر ہیں
کہ اس میں دجالیہ کا ثبوت واضح سے واضح صورت میں موجود ہو گا لیکن اس پر بھی ایک جماعت ہو گی جو اس کو
خدا اور رسول ماننے پر مجبور ہو گی کیونکہ اس کے ہمراہ دجالیہ کے ثبوت کے ساتھ ساتھ ایسے شبہات کی
دنیا ہو گی جن کا ظہور اسی کے ساتھ مخصوص ہے گو شبہات کسی کے دعوے کے ثبوت کے لئے کتنے ہی ناکافی ہوں مگر
اس وقت کے ایمانوں کو متزلزل کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہوں گے یہی وجہ ہے کہ اس کے ظہور کے لئے
قدرت الہیہ نے زمانہ مقرر فرمایا ہے جبکہ ایمانوں کی قوت مسلوب ہو چکی ہو گی اور یہی راز ہے کہ
اس کا ظہور غیر القرون میں نہ ہو سکا اور نہ اولیاء کرام کی کثرت کے ساتھ موجودگی میں ہو سکتا ہے ہاں مسلمانوں کے
الچہ دور میں ہو گا جبکہ بھڑوں کی شکل میں مارے مارے پھرتے ہوں گے اور یہی حقیقت ہے کہ دنیا کے جس
گروہ میں ایمان کے پختہ لوگ رہتے ہیں وہاں جناتی اثرات کا ظہور بہت مضحل نظر آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الدجال الاکبر

- (۱۶۰۵) عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى يَوْمِ السَّاعَةِ أَمْرُ الْكَبَرِيِّينَ الدَّجَالِ. (رماء مسلم)
- (۱۶۰۶) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالُ أَغْوَرُ الْعَيْنِ الْبُشْرَى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَجَجَتُهُ وَنَارُهُ نَارُ جَنَّةٍ وَجَنَّةٍ نَارُ. (رماء مسلم)
- (۱۶۰۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَحَدًا فُلُوْهُ حَذِيثًا عَنِ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَغْوَرُ وَأَيْمَنُ نَحْيٍ مَعَهُ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقِيلُ أَنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أُنْذِرُكُمْ نَوْحُ قَوْمَهُ (متفق عليه)
- (۱۶۰۸) عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ بِالْجَدِّ جَالٍ فَلْيَسْتَأْمِنْهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ لَيَأْتِيَهُ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّ مُؤْمِنًا فَيَتَّبِعُهُ فَيَأْبِغُثُ مَعَهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ. (رماء ابو داود)

دجال اکبر

- (۱۶۰۵) عمران بن حصین کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لیکر قیامت آنے تک دجال سے زیادہ بڑا اور کوئی فتنہ نہیں ہے۔ (مسلم)
- (۱۶۰۶) حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اس کے جسم پر بہت گھنے بال ہوں گے اور اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ بھی ہوگی لیکن جو اس کی جنت نظر آئے گی وہ اصل وہ دوزخ ہوگی اور جو دوزخ نظر آئے گی وہ اصل میں جنت ہوگی (لہذا جس کو وہ جنت بخشنے گا وہ دوزخی ہوگا اور جس کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ جنتی ہوگا) (مسلم شریف)۔
- (۱۶۰۷) ابوسہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتاؤں جو حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر آج تک کسی نبی نے اپنی امت کو نہ بتائی ہو۔ دیکھو وہ کانا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کے نام سے دو شعبہ بھی ہوں گے تو جس کو وہ جنت کہے گا وہ درحقیقت دوزخ ہوگی۔ دیکھو دجال سے میں بھی تم کو اسی طرح ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ (متفق علیہ)
- (۱۶۰۸) عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو جو شخص دجال کی خبر سے اس کو چاہے کہ وہ اس سے دوسری دور ہے بخدا کہ ایک شخص کو اپنے دل میں یہ خیال ہوگا کہ وہ مومن آدمی ہے لیکن

ان عجائبات کو دیکھ کر جو اس کے ساتھ ہوں گے وہ بھی اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ (ابو داود)

(۱۶۰۹) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي
حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَالِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوا أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالُ قَصِيرٌ أَفْجَرُ
جَعْدٌ أَغْوَرُ مَظْمُوسُ الْعَيْنِ لَيْسَتْ يَدَايِهِ آهَ فَإِنَّ أَلْبَسَ عَلَيْكُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّ
رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَغْوَرَ (سرواۃ ابوداؤد)

(۱۶۱۰) وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوْحٍ إِلَّا قَدْ أُنْذِرَ الدَّجَالُ قَوْمَهُ وَإِيَّانِ أَنْذَرَكُمْوهُ كَوْصَفُهُ
لَنَا قَالَ لَعَلَّكُمْ سَيَذَرُكُمْ بَعْضُ مَنْ رَأَى أَوْ سَمِعَ كَلَامِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ قُلُوبُنَا
يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَمْلِكُهَا يَوْمَ الْيَوْمِ أَوْ خَيْرُ رِجَالِ التَّرْمِذِيِّ وَابُودَاؤُدِ

(۱۶۱۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَا حَدَّثَنَا طَوِيلًا عَنِ
الدَّجَالِ فَكَانَ فِيهِ مَا يُحَدِّثُ مُنَابِهَ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَالُ وَهُوَ مُكْرَمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ

(۱۶۰۹) عبادہ بن صامتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں نے
رجال کے متعلق کچھ تفصیلات تم لوگوں سے بیان کیں لیکن مجھ کو خطرہ ہے کہ کہیں تم پورے طور پر اس کو
نہ سمجھے ہو، دیکھو مسیح دجال کا قد ٹھنکا ہو گا اس کے دونوں پیر ٹرے، سر کے بال شدید خمیدہ، ایک چشم
نکریک آٹکھ بالکل پٹ صاف نہ اوپر کو ابھری ہوئی نہ اندھ کو دھنسی ہوئی اگر اب بھی تم کو شبہ رہے تو
یہ بات یاد رکھنا کہ تمہارا رب یقیناً کانا نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۶۱۰) ابوعبیدہ بن جراح کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ
نوح علیہ السلام کے بعد جو نبی آیا ہے اس نے اپنی قوم کو دجال سے ضرور ڈرایا ہے اور میں بھی تم کو اس کے
ڈراتا ہوں اس کے بعد آپؐ نے اس کی صورت وغیرہ بیان فرمائی اور کہا ممکن ہے جنہوں نے مجھ کو دیکھا ہے یا
میرا کلام سنا ہو اس میں کوئی ایسا نکل آئے جو اس کا زمانہ پاس کے انہوں نے پوچھا اس دن ہمارے دلوں کا
حال کیسا ہو گا آپؐ نے فرمایا ایسا ہی جیسا آج ہے یا اور بھی بہتر۔

(۱۶۱۱) حضرت ابی سعید سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک دن ایک طویل حدیث دجال کے بارہ میں بیان فرمائی تو جو بانیں آپؐ نے ہم سے اس کے متعلق بتائیں

(۱۶۱۰) پیشگوئی میں اقسام کا ابہام رہ جاتا ہے اور وہ نکوئی امر ہے۔ دیکھو یہاں پر لعلہ سید کہ بعض من رانی
کے لفظ نے کتنا ابہام پیدا کر دیا ہے۔ پھر اوخیر میں۔ ابہام کہاں تک جا پہنچتا ہے۔

(۱۶۱۱) حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسئلہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے جو اصول حدیث میں مندرج ہے اس کی تفصیل
دیہاں موقعہ ہے نہ مناسب۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص عجیب نہیں کہ حضرت علیہ السلام ہوں واللہ تعالیٰ اعلم بہر حال حدیث میں جمع کے معنی میں

نَقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضُ السَّبَاحِ الَّتِي عَلَى الْمَدِينَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ
خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ إِنَّكَ الدَّجَالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُهُ فَيَقُولُ الدَّجَالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَجِيتُ هَلْ تَكُونُونَ
فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا يَقْتُلُهُ ثُمَّ يُخَيِّبُهُ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنْ
الْيَوْمِ فَيُرِيدُ الدَّجَالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يَسْلُطُ عَلَيْهِ (رواه البخاري)

(۱۶۱۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَالُ
حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ تَرْجِفُ ثَلَاثَ رَجَعَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُتَنَافِقٍ
رواه البخاري وفي رواية عند لا يدخل المدينة تربع الميعة الدجال ولها يومئذ سبعة أبواب
على كل باب ملكان وفي رواية على نقاب المدينة ملائكة وفي رواية المدينة تبايتها الدجال
فيجد الملائكة يجرسونها فلا يقر بها كلها في البخاري

ان میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دجال آئے گا کہ مدینہ کے راستوں میں گھس آنا اس کے لئے حرام اور ناممکن
ہوگا تو وہ مدینہ کے آس پاس کی بھڑک میں کسی جگہ آکر اترے گا تو — اس کے مقابلہ کے لئے اس
دن ایک شخص نکلے گا جو تمام انسانوں میں سب سے بہتر (یا بہتر انسانوں میں سے) ہوگا۔ وہ کہے گا کہ
میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کی بات ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنائی
تھی تو دجال کہے گا لوگو! بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر دوں اور پھر اسے زندہ کر دوں تب تو تم کو میرے
معاذے میں کوئی شک شبہ باقی نہ رہے گا۔ وہ کہیں گے کہ نہیں، تو وہ ان کو قتل کر دے گا پھر ان کو زندہ
کر دے گا تو وہ بزرگ کہیں گے خدا کی قسم اب تو مجھ کو تیرے بارہ میں اور بھی یقین اور بصیرت حاصل ہو گئی
کہ آج سے زیادہ ایسی بصیرت پہلے نہ تھی تو دجال پھر ان کو قتل کرنا چاہے گا مگر اس کا قابو ان پر نہ چل سکے گا (بخاری)۔
(۱۶۱۲) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال آئے گا یہاں تک
کہ مدینہ کے ایک کنارے آکر اترے گا تو تین بار زلزلے آئیں گے اس وقت جتنے کافر اور جتنے منافق ہوں گے
سب نکل نکل کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ (بخاری)۔

(ان کی ایک اور روایت میں ہے کہ مدینہ کے اندر مسیح دجال کا رعب بھی نہ آنے پائے گا۔ اس وقت مدینہ کے
سات دیوانے ہوں گے، ہر دیوانے پر دو فرشتے ہوں گے۔ ایک دوسری روایت میں کہ مدینہ کے بڑے
بڑے راستوں پر بہت سے فرشتے ہوں گے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ کے پاس دجال آئے گا تو
فرشتوں کو اس کی نگرانی کرتے پائے گا لہذا ان کے پاس بھی نہ پھٹک سکے گا۔)

(۱۶۱۳) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقْرَأُ فَقَالَ لِيَلْزِمَ كُلُّ إِنْسَانٍ مَصَلَاةً ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ لِمَجْتَمِعَتِكُمْ قَالَوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَجْمَعُكُمْ إِلَّا رَغْبَةً وَلَا رَهْبَةً وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِأَنْ تَعْلَمُوا أَنَّ الدَّارَ إِذَا كَانَ رَجُلًا نَصْرًا يَتَأَفَّجَاءُ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَاقِعَ الَّذِي كُنْتُ أَحَدًا مِنْكُمْ بِهِ عَنْ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بِحَرِيقَةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ تَحِيَّةٍ وَجَدَّاهُ وَقَلْعَبٍ بِحِمَا الْمُؤَبَّحِ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَأَرْقَاوَا إِلَى جَزِيرَةٍ جِئْنَ لَلْعَرَبِ الشَّمْسُ فَجَلَسُوا فِي أَقْرَبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا لِحَبْرٍ بَرًّا فَلَقِيَهُهُمْ قَابَةٌ أَهْلَبُ كَثِيرِ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ مَا قُبِلُوهُمْ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثَرِ الشَّعْرِ قَالَوا وَيْلَاهُ مَا أَنْتَ قَالَتْ أَنَا الْجَحَّاسَةُ انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنِّي أَخْبَرْتُكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمِعْتُ لَنَا رَجُلًا فَرَقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانًا فَقَالَ فَا نْطَلِقْنَا لِمَا عَلَيَّ دَخَلْنَا الدَّيْرَ

(۱۶۱۳) فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کرنے والے کو سنا وہ اعلان کر رہا تھا چلو نماز ہونے والی ہے۔ میں نماز کے لئے نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی آپ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ گئے اور آپ کے چہرہ پر اس وقت مسکراہٹ تھی آپ نے فرمایا ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے اس کے بعد آپ نے فرمایا جانتے ہو میں نے تم کو کیوں جمع کیا ہے انھوں نے عرض کی اے رسول اللہ اس کے رسول ہی کو معلوم ہے آپ نے فرمایا بخدا میں نے تم کو نہ تو مال و غیرہ کی تقسیم کے لئے جمع کیا ہے نہ کسی جہاد کی تیاری کے لئے۔ میں صرف اس بات کے لئے جمع کیا ہے کہ ہم داری پہلے نصرانی تھا وہ آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے اور مجھ سے ایک قصہ بیان کرتا ہے جس سے تم کو میرے اس بیان کی تصدیق ہو جائے گی جو میں نے کبھی دجال کے متعلق تمہارے سامنے ذکر کیا تھا وہ کہتا ہے کہ وہ ایک بڑا کشتی پر سوار ہوا جس پر سمندروں میں سفر کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمی اور تھے۔ سمندر کا طوفان ایک ماہ تک ان کا تماشہ بنا رہا۔ آخر مغربی جانب ان کو ایک جزیرہ نظر پڑا جس کو دیکھ کر وہ بہت مسرور ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ پر اتر گئے سامنے سے ان کو جانور کی شکل کی ایک چیز نظر پڑی جس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے کہ ان میں اس کے اعضا گستورہ تک کچھ نظر نہ آتے تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کبخت تو کیا بلا ہے؟ وہ بولی میں دجال کی جاسوس ہوں چلو اس گرجے میں چلو وہاں ایک شخص ہے جس کو تمہارا بڑا انتظار لگ رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ایک آدمی کا

فَإِذَا مِنْهُ أَكْثَرُ النَّاسِ مَا رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَاشْدَّاهُ وَثَاقًا جَمُوعَةً يَدُهُ عَلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ
رُكْبَتَيْهِ إِلَى تَحِيَّتِهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا وَنَالِكَ مَا أَنْتَ قَالَقَدْ زُرْتُمْ عَلَى خَبَرِي فَأَخْبِرُونِي
مَا أَنْتُمْ بِأَلْوَانِخُنْ أَنَا مِنْ الْعَرَبِ رُكْبَتَايَ سَفِينَتِي بَحْرِيَّةٌ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا قَدْ خَلَسْنَا
الْبَحْرَ نِزْرَةً فَلَقِينَا دَابَّةً أَهْلَبَ فَقَالَتْ أَنَا الْجَحَاشَةُ رُغْمَدُ وَالْإِلَى هَذَا فِي الدَّيْرِ فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ
سِرًّا فَقَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ تَحْلِ يَسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا أَنْهَا تُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ
قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّيْرِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ قُلْنَا هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ قَالَ إِنْ مَا هِيَ مُشْكٌ
أَنْ يَذْهَبَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ دُرٍّ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا مَاءً الْعَيْنُ
قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ بَنِي الْأَمِيَّةِ مَا نَعْمَلُ
قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ بِثَرِبَ قَالَ أَقَاتِلُ الْعَرَبَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمَا
فَأَخْبَرْنَاهُ أَنْتُمْ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ قَالَ أَمَا إِنْ ذَلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ
أَنْ يُطِيعُوهُ وَإِنْ تُخَيِّرْكُمْ عَنِّي أَنَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ وَإِنْ يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي مِنَ الْخُرُوجِ
فَأَخْرُجُ فَأَسِيدُ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدْعُ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ

ذکر کیا تو اب ہم کو ڈر لگا کہ کہیں وہ کوئی جن نہ ہو۔ ہم ایک کر گرے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا قوی ہیکل
شخص دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے دیا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا اس کے ہاتھ گردن سے ملا کر اور اس کے
پیر گھٹنوں سے لیکر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے نہایت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے۔ ہم نے اس سے
کہا تیرا نام ہو تو کون ہے؟ وہ بولا انا کو تو میرا پتہ کچھ نہ کچھ لگ ہی گیا اب تم بتاؤ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے
کہا ہم عرب کے باشندے ہیں۔ ہم ایک بڑی کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ سمندر میں طوفان آیا اور ایک ماہ تک رہا۔
اس کے بعد ہم اس جزیرہ میں آئے تو یہاں ہمیں ایک جانور نظر پڑا جس کے تمام جسم پر بال ہی بال تھے اس نے
کہا میں جتاسہ (جاسوس، خبر رساں) ہوں چلو اس شخص کی طرف چلو جو اس گرے میں ہے۔ اس نے ہم جلدی
جلدی تیرے پاس آگئے۔ اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ یسان (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کی کھجوروں میں پھل
آتا ہے یا نہیں۔ ہم نے کہا ہاں آتا ہے۔ اس نے کہا وہ وقت قریب ہے جب اس میں پھل نہ آئیں۔ پھر اس نے
پوچھا اچھا، "بحیرہ طبریہ" کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا بہت ہے۔ اس نے کہا وہ زمانہ
قریب ہے جبکہ اس میں پانی نہ ہے گا پھر اس نے پوچھا زغر (شام میں ایک بستی) کے چتر کے متعلق بتاؤ اس میں
پانی ہے یا نہیں اور اس بستی والے اپنی کھیتوں کو اس کا پانی دیتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے کہا اس میں بھی بہت پانی ہے،
اور بستی والے اسی کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں پھر اس نے کہا اچھا "بنی الامیین" کا کچھ حال سناؤ

فَعَرَمَتَانِ عَلَى كِلْتَا هُمَا كَلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدًا مِنْهُمَا لِأَسْتَقْبِلَ فِي مَلِكٍ بِبَيْدٍ وَالسَّيْفِ
 صَلَّاتَا يَصُدُّنِي عَنْهَا وَإِنْ عَلَى كُلِّ نَقِيبٍ مَلَايِكَةٌ تَحْرُسُونَهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ
 وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ هَذِهِ طَيِّبَةٌ هَذِهِ طَيِّبَةٌ يَعْنِي مَدِينَةَ الْأَهْلِ كُنْتُ
 حَدِّثُكُمْ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ إِلَّا ائْتَنِي بِخَيْرِ الشَّامِ وَأَوْفَرِ الْيَمَنِ لِأَبْلُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ
 وَأَوْفَرُ مَاءٍ بِبَيْدٍ إِلَى الْمَشْرِقِ (نראה مسلم) وَفَرَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفَخَصَّرَ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ تَجْرٍ عِنْدَ شَرْحِ
 حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ كِتَابِ الْأَعْيَانِ وَقَدْ تَوَقَّعَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَزِدْ لَيْسَ كَذَا الْإِثْمُ فَقَدْ رَوَاهُ
 مَعَ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَبُو هُرَيْرَةَ كَمَا عِنْدَ أَحْمَدَ وَأَبِي يَعْلَى وَعَائِشَةُ كَمَا عِنْدَ أَحْمَدَ وَجَابِرُ
 عَمَلٍ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ ۲۱۱۱ فَتَمَّ الْبُكْرِيُّ وَذَكَرَ أَنَّ الْبُخَارِيَّ إِتَمَّ تَجْرِيحَهُ لِشِدَّةِ التَّبَاسُ فِي الْأَمْرِ فِي
 ذَالِ الْفَتْحَةِ.

ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے ہیں اس نے پوچھا کیا عرب کے لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ
 کی ہے۔ ہم نے کہا ہاں اس نے پوچھا اچھا کچھ کیا نتیجہ رہا؟ ہم نے بتایا کہ وہ اپنے گرد نواح پر تو غالب آچکے ہیں اور
 لوگ ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں۔ اس نے کہا سن لو ان کے حق میں ہی بہتر تھا کہ ان کی اطاعت کر لیں اور اب میں تم کو
 اپنے متعلق بتاتا ہوں میں سمجھ دجال ہوں، اور وہ وقت قریب ہے جبکہ مجھ کو یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت مل جائیگی
 میں باہر نکل کر تمام زمین پر گھوم جاؤں گا اور چالیس دن کے اندر اندر کوئی بستی ایسی نہ رہ جائے گی جس میں میں داخل ہوں
 بجز مکہ اور طیبہ کے، کہ ان دونوں مقامات میں میرا داخلہ ممنوع ہے جب میں ان دونوں میں سے کسی بستی میں داخل
 ہونے کا ارادہ کروں گا اس وقت ایک فرشتہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے سامنے سے آکر مجھ کو داخل ہونے سے روک دے گا
 اور ان مقامات (مقدس) کے جتنے راستے ہیں ان سب پر فرشتے ہوں گے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لکڑی منبر پر پار کر فرمایا کہ وہ طیبہ ہی مدینہ ہے۔ یہ جملہ تین بار فرمایا۔
 دیکھو کیا یہی بات میں نے تم سے بیان نہیں کی تھی۔ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے بیان فرمائی تھی۔ اس کے
 بعد فرمایا دیکھو وہ بھر شام یا بھر یمن (راوی کو شک ہے) بلکہ مشرق کی جانب ہے اور اسی طرف ہاتھ سے
 اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

امام قرطبی نے اپنی مشہور کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ دجال کی بابت جن سوالات کے تفصیلی جوابات حدیث میں
 آچکے ہیں وہ یہ ہیں: ۱۔ اس کی حقیقت، سبب خروج، محل خروج، وقت خروج، شکل و صورت، ساحراں کرشمہ اس کا دعویٰ
 اس کے قاتل اور وقت قتل کی تعبیریں، اور یہ بحث بھی کہ وہ ابن صیاد ہے یا کوئی اور، اس بحث سے اس مسئلہ کا فیصلہ بھی
 ہو جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود تھا یا نہیں (دیکھو فتح الباری)۔

ابن صیاد واسمہ حلیۃ حلیۃ ابیہ ما فیہ من صفاتہ الغربیۃ

(۱۶۱۴) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ أَبُو الدَّجَالِ ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُولَدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَحْمَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَبُ مُنْفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ أَبُوهُ طَوَالَ ضَرْبِ اللَّحْمِ كَانَ أَنْفُهُ مُنْقَارًا وَأُمُّهُ قَرَأَتْ فَرَضًا خِيَّتَهُ طَوِيلَةً الثَّدْيَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ لَمِيعَتَانِ يَمُوتُ فِي الْيَمِينِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبَوَيْهِ فَاذْهَبْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ امْكُنَا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وَلَدَ لَنَا غُلَامٌ أَحْمَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَبُ

ابن صیاد کا نام اس کا اور اس کے باپ کا حلیہ اور اس کی عجیب و غریب صفات کا بیان

(۱۶۱۴) ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کے باپ کے گھر تیس سال تک کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا پھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی ایک آنکھ خراب، ایک دانت باہر نکلا ہوا ہوگا وہ بالکل نکمہ ہوگا، سوتے میں اگرچہ اس کی آنکھیں بند ہوں گی مگر اس کا دل ہر شے سے رہے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ماں باپ کا نقشہ بیان فرمایا کہ اس کا باپ لانا، چھریے جسم والا، چورخ کی طرح اس کی ناک ہوگی۔ اس کی ماں کے دونوں پستان بڑے بڑے لٹکے ہوئے۔ ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں یہود کے گھر اسی قسم کے ایک لڑکے کی پیدائش سنی تو میں اور زبیر بن عوام اس کے دیکھنے کے لئے گئے جب اس کے ماں باپ کے پاس پہنچے دیکھا تو وہ ٹھیک اسی صورت کے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیان فرمائی تھی۔ ہم نے پوچھا تمہارے کوئی بچہ ہے؟ انہوں نے کہائیں سال تک تو ہمارے کوئی بچہ نہیں تھا اس کے بعد اب ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کی ایک آنکھ خراب ہے اس کا ایک دانت باہر نکلا ہوا ہے وہ بالکل نکمہ

(۱۶۱۴) جزری کہتے ہیں کہ روایت مذکورہ میں لفظ "اضرس" کاتب کی تصحیف ہے اصل میں "اضرس" ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں موجود ہے اس بنا پر اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ مڑتا یا مضرت ہی مضرت اور نقصان ہی نقصان ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ "اضرس" لغت میں اگرچہ ڈاڑھ کو کہتے ہیں مگر تو تھا اس سے کچلے یعنی کنارے کا لبا تو کیلا دانت مراد ہو سکتا ہے اور "اضرس" کا ترجمہ لمبے کچلے والا ہو سکتا ہے جیسا کہ آئمہ روایت میں لفظ "طالعة ثابہ" موجود ہے اس کا ترجمہ بھی یہی ہے کہ اس کا ایک کچلہ باہر کی جانب نکلا ہوا ہوگا اس بنا پر تصحیف کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

ابن صیاد کی صفات میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ تمام عینہ "ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ دل کی بیداری محمود صفت

مَنْعَةً تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهَا فَإِذَا هُوَ مُجْعِدٌ فِي
السُّفْسِ فِي قِطِيقَتِي وَرَأَيْتُهَا تَفْكَشَتْ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْنَا أَقْلَنَّا وَهَلْ سَمِعْتَ
مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهَا (رواه الترمذی)

(۱۶۱۵) عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنَ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا
أَغْضَبَهُ فَأَسْتَفْزَحَ حَتَّى مَلَأَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهَا
رَحِمَكَ اللَّهُ مَا أَرَدْتَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّمَا خَرَجْتُ مِنْ غَضَبَةٍ تَغْضِبُهَا (رواه مسلم)

اس کی آنکھیں سوتی ہیں مگر اس کا دل خبردار رہتا ہے ہم جوان کے گھر سے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دھوپ میں اپنی
چادر میں لپیٹا ہوا کچھ گنگنا رہا ہے اس نے اپنا سر کھول کر کہا تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ ہم نے کہا کیا تو نے ہماری باتیں
سن لیں؟ وہ بولا ہاں میری آنکھیں ہی سوتی ہیں ورنہ میرا دل جاگتا رہتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱۶۱۵) نافع، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کی کسی گلی میں ابن عمر کی ابن صیاد سے ٹھہر بیٹھ گئی تو
انہوں نے اسے کوئی ایسی بات کہی جس سے اسے غصہ آ گیا تو وہ پھولنے لگا اور ایسا پھولا کہ ساری گلی اس سے
بھری گئی اس کے بعد ابن عمر اپنی ہمیشہ حضرت سیدہ خدیجہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کو کہیں یہ قصہ پہلے ہی
ہنچ چکا تھا انہوں نے فرمایا اے ابن عمر! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم نے اسے فضول چیز اتھاڑا کیا مطلب تھا؟ کیا تم کو
یہ بات معلوم نہیں ہے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ (حال جب نکلے گا تو کسی بات پر غضبناک ہونے کی وجہ ہی نہ نکلے گا) (مسلم)

ہی ہے اور مذکور بھی جس کا علاقہ عالم ملکوت سے قائم ہوتا ہے وہ تو اس بیداری کی وجہ سے عالم علوی یعنی عالم ملکوت سے
وابستہ رہتا ہے اور جس کا علاقہ شیطاں اور جنوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ عالم سفلی یعنی عالم شیطاں سے وابستہ رہتا ہے اور اس طرح
مرکز ہدایت اور مرکز ضلالت دونوں کو اپنے اپنے عالموں سے مدد پہنچتی رہتی ہے، کَلَّا فَمَنْ هُوَ إِلَّا وَهْوَ كَلَّا مَنْ عَطَا
رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْذُورًا۔

روایت مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اور اس کے ماں باپ کا نقشہ اور حلیہ بھی
بیان فرمادیا تھا اور چونکہ وہ ابن صیاد اور اس کے ماں باپ میں بھی موجود تھا اس لئے ابن صیاد کا معاملہ شروع میں باعث غیر
ہو گیا تھا کہ کہیں وہ ہی دجال تو نہیں کیونکہ جلد اول کی ختم نبوت کی بحث میں آپ پر یہ چمکے ہیں کہ آپ نے دجال اکبر کے علاوہ
نیس سے شہو جالوں تک کی اور خبر دی ہے جو اسی امت میں پیدا ہوں گے اور مدعوئے نبوت کریں گے بہر حال چونکہ اس بچہ میں دجال کا
اور اس کے ماں باپ میں دجال کے ماں باپ کا اکثر نقشہ موجود تھا اس لئے اس کے دجال ہونے میں خائف قلوب کو تردد
پیدا ہو جانا ایک بالکل فطری اور معقول بات تھی۔

(۱۶۱۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد میں بعض باتیں غیر معمولی تھیں مثلاً حصولِ کبریا تو ایک مجاز اور ارد کا محاورہ ہے مگر
حقیقت اس طرح پھیل جاتا تھا کہ ساری گلی اس سے بھر جاتے یہ حالت کے خواص میں ہوئے اس کے بعد ابن عمر کی جو گفتگو حضرت حفصہ سے ہوئی اس
یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دجال ہی ابن صیاد ہے تو بھی اس کے فروع کا وقت نہیں ہے اب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہی ابن صیاد کن کن حالات
پر گزرے گا اور پھر اپنے وقت مقرر پر ان وقت سامانوں کے ساتھ ظاہر ہوگا جو احادیث میں مذکور ہیں۔

(۱۶۱۶) عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا أَشُقُّ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ ابْنُ صَيَّادٍ
 (رواہ داؤد، والبیهقی فی کتاب البعث والنشور)

(۱۶۱۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدْ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ (رواہ ابوداؤد)

(۱۶۱۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَبَّحْتُ ابْنَ صَيَّادٍ إِلَى مَلَّةٍ فَقَالَ لِي مَا لَقِيتُ

(۱۶۱۶) نافع روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ مجھ کو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ
 مسیح دجال وہ ابن صیاد ہی ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۶۱۷) جابر بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ حرہ ہوئی تھی اس دن کے بعد سے ہم کو ابن صیاد کا پتہ ہی
 نہیں چلا کہ وہ چلا کہاں گیا؟ (ابوداؤد)

(۱۶۱۸) ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں میرا اور ابن صیاد کا ساتھ ہو گیا تو وہ

(۱۶۱۶) مذکورہ بالا حالات کی بنیاد پر ابن عمر کا ایسا یقین کہنا کچھ بعید نہیں ہے مگر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اتنی بات سے
 بقیہ تفصیلات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ابن صیاد کا دجال ہونا پھر اپنے وقت پر اس کا ظاہر ہونا بہت آسان ہے اور یہ مختلف
 نقول اور آئندہ بھی جو آپ کے سامنے پیش ہوں گی ان ابہام اس کے فتنہ و رفتہ ہونے کا سبب بن گئی ہیں۔

(۱۶۱۷) ابن صیاد کے حالات زندگی جتنے گونا گوں اختلافات اور ابہام میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں اتنے ہی اس کے حالات
 کم گشتی بھی ہے حتیٰ کہ کوئی تو اس کا گم ہونا نقل کرتا ہے اور کوئی اس کی موت بھی بیان کرتا ہے بہر حال یہ تمام بیانات آپ کے بعد
 ہی کے ہیں ان تمام اختلافات کو بھی آپ کے سر کیسے لگایا جاسکتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس کے بارہ میں ابتدائی
 تردد کے جوابات تھے اس کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے اس کے بعد پھر جو آخری بات ہے وہ آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

(۱۶۱۸) ابن صیاد کے یہ عجیب حالات سب حدیثوں سے ثابت ہیں اور ان سب سے ابہام کے سوا کوئی صاف نتیجہ
 برآمد نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس نے خود جو بیان اپنی صفائی کے لئے پیش کیا تھا اس کو پھر خود ہی اپنی آخر گفتگو سے ہم بنا دیا
 حتیٰ کہ ابوسعید کے دل میں اس کی طرف سے اس کی پہلی تقریر سے جو قدرے اطمینان پیدا ہو گیا تھا وہ پھر جاتا رہا پس
 جبکہ اس کی ذات اور اس کے اقوال میں خود اس درجہ ابہام کے سامان موجود ہیں کہ اس کی موجودگی میں بھی اس کی طرف
 سے اطمینان حاصل ہونا مشکل مسئلہ بن رہا ہے تو بعد میں اگر روایات کے اختلافات سے اس ابہام کو کچھ اور مرد مل گئی ہو تو
 اندازہ فرمایا لیجئے کہ اب اس کا معاملہ کتنا پیچیدہ ہو جانا چاہئے انسان کے سامنے جرم و یقین کی حالت میں بھی جب
 کوئی خوفناک منظر آجائے تو اس کی فطرت غیر اختیاری طور پر ہراساں ہونے لگتی ہے۔

دیکھئے قیامت کا آنا جتنی یقینی بات ہے اتنی ہی یقینی یہ بات بھی ہے کہ قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی حیات میں نہیں آئے گی لیکن اس کے باوجود جب دنیا کے معمول کے مطابق سورج کو گہن لگتا تو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نقشہ گھومنے لگتا تھا۔ اسی طرح جب آسمان پر سیاہ بادل منڈلاتے
 نظر آتے تو آپ کے سامنے قوموں کی ہلاکت کا سماں بندھ جاتا اور آپ پر کرب و بے چینی کا یہ عالم اس وقت تک برابر
 رہتا جب تک کہ بارش ہو کر بادل صاف نہ ہو جائے۔ پس خوف کے مقامات میں جو غیر اختیاری تردد لاحق ہونا انسانی
 فطرت ہے اس کو جرم و یقین کے خلاف سمجھنا خود بڑی ناہمی ہے۔ اسی طرح ابن صیاد کے حالات تھے۔ آپ

تَحْتَ قَبِيلَتِهِمْ قُلَانَتْ أُمَّةٌ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا أَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَبِيلَةِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهَا قَاتِلُهَا اللَّهُ لَوْ تَرَكْتُ لَبَتَنَ قَدْ كَرَّ وَمِثْلَ
مَعْفَى حَبِيبِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ إِذْ نَظَرْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَاتِلَهُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَسْتُ صَاحِبَةً لِمَا صَاحِبُهُ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ إِنْ لَا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْفِقًا أَلَمْ يَكُنْ هُوَ الَّذِي جَاءَ (رِجَالُهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ)

کہ آپ نے اس کو ایک چادر میں لپیٹا ہوا دیکھا کہ اس میں بڑا کچھ گنگنا رہا تھا اس کی ماں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ کر اس کو خبردار کر دیا کہ اے عبد اللہ! دیکھو یہ ابو القاسم آگے ہیں پس وہ اپنی چادر سے باہر نکل آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا نام کرے اگر یہ اس کو اطلاع نہ دیتی تو یہ اپنا معاملہ خود ہی بیان کر دیتا۔ پھر راوی نے حضرت عمرؓ والی حدیث کا قصہ بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا اگر یہودی دجال ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہو، اس کو تو عیسیٰ بن مریم قتل کریں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو ایسے بچہ کا قتل بڑا خیر کی بات نہیں جو ہمارے عہد میں داخل ہے (یعنی ہماری ذمی و علیہ ہے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق غصہ لگا ہی رہا کہ کہیں وہ دجال اکبر نہ ہو۔

کی طرف متوجہ کرنا صحیح نہیں۔ احادیث سے بعض دوسرے مقالات میں بھی ہم کی نظر ملتی ہے مثلاً شب قدر ساعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں وقت کی دعا کے ساتھ تعین کا کوئی حوی نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا ہرگز مطلب نہیں کہ ان امور میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں بھی ایہام موجود تھا بلکہ آپ نے تو ان کو بیان فرمایا تھا پھر کسی وجہ سے ماہرین کے مابین میں اختلاف ہوا اور اس طرح اعتراضات کیلئے اصل معاملہ کو نیا مہم بن گیا۔ اب جو وجود و عدم کے پیرائے افروختے اصول نے شب قدر ساتھ محمود و صلوة و سلی کی تلاش میں اپنی سائل تیز کر دیں اور جو بھی ان کا مصداق بن سکا تھا کسی تحقیق اور تفصیل کے بغیر ان سب مہم ساعات میں ہی کوشش صرف کر ڈالی جو کسی ایک ساعت کے مابین ہونے کی صورت میں کی جاسکتی تھی اور اس طرح یہ نگرانی ایہام ان کے حق میں ایک جھوٹا اسی طرح ان میں لگا کا معاملہ بھی روایات کے اختلاف کی وجہ سے گمراہی ہو گیا۔ مگر یہ ایہام بھی عید ضیاع کیلئے رحمت بن گیا کیونکہ اس ایہام کا اثر وہ اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ وہ دجال کبر تھا یا نہیں۔ اس سے زیادہ اس ایہام کا دیگر تفصیلات پر کوئی اثر نہیں ہے۔ پس اگر ہم کو مبین طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا تو اس کا اقتضایہ یہ ہے کہ اب ہم کو اور زیادہ احتیاط لازم ہوئی دیکھئے اگر اس دعا کی بنیاد بنیادی دجال کبر تھا تو اس دعا کی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا دیگر تفصیلات پر اور کچھ نہیں ہے چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی تو آپ نے نہ صاف فرمایا کہ دجال کبر کے قاتل ازل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقدر ہو چکے ہیں اور جب یہ ہے تو نہ اللہ تعالیٰ کا علم بدل سکتا ہے اور نہ تم اس کو قتل کر سکتے ہو۔ لہذا اس ایہام کو لیکر بقیہ سارے معاملات کو مہم بنا ڈالنا ان کے فہمی اور خبری کے سوا کچھ نہیں۔ اس حدیث کے بقیہ مباحث کی تفصیل تقدیر کے باب میں گزر چکی ہے۔ آخر میں اتنا ذکر کر دینا کافی ہے کہ بہت سے امور مغرورہ کے پیش آتے ہیں آپ کے چہرے پر تردد اور خوف کا نمودار ہو جاتا ہے کسی یقین کے مزامن نہیں کہا جاسکتا، نان کو کسی ترہ کا باعث قرار دیا جاسکتا ہے (جیسا کہ آئندہ آئے والا ہے)۔ (باقی حاشیہ پر مرقعاً آئندہ)

(۱۶۲۰) عن ابن عمر قال انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بن کعب یا ثنیار النخل الذی فیہ ابن صیاد حتی اذا دخل النخل طفق النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتقی یجدد النخل وهو یحتمل ان یتعم من ابن صیاد قبل ان یراه وابی صیاد مصطحم علی فراشہ فی قطفہ لہ فیہا زمزمۃ قرأت أم ابن صیاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یتقی یجدد النخل فقالت لابن صیاد یا صاف وهو اسم مختار ابن صیاد فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو ترکته بین وقال سألہ قال ابن عمر ثم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاشی علی اللہ بما هو آہلہ ثم ذکر اللہ جل فقال ائی ائذ رکموہ وما من نبی الا وقد انذرتہ قومہ ولكن ساء قول لکم فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ تعلمون انہ لغور وان اللہ لیس باغور (دری البخاری هذا السیاق فی باب کیف یعرض لاسلام علی الصبی من کتاب الجہاد واخرج فی باب الملائکۃ)

(۱۶۲۰) ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابی بن کعب اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد رہتا تھا جب آپ بلوغ کے اندر تشریف لائے تو آپ کھجور کے درختوں کی آڑ میں چھپ چھپ کر یہ تدبیر کر رہے تھے کہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے آپ اس کی کوئی بات سن لیں۔ اور ابن صیاد اپنے بچپن کے پر ایک چارہ میں لپٹا ہوا اندر اندر کچھ گنگنا رہا تھا اس کی ماں نے آپ کو دیکھ پایا کہ آپ درخت کے تنوں کی آڑ لے رہے ہیں تو فوراً اس نے کہا او صاف! (یہ اس کا نام تھا) ہوشیار! بس یہ سن کر ابن صیاد فوراً لکڑا ہوا گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کی ماں اس کو ہوشیار نہ کرتی تو یہ صاف بات کہہ گزرتا۔ سلم کہتے ہیں کہ ابن عمر نے فرمایا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خطبہ دیا اور خدا کی شان کے مناسب حد و نشان کی اس کے بعد جلال کا ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اس اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو لیکن ایک بات میں تم کو ایسی صاف بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی وہ یہ کہ تم جان چکے ہو کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہر عیب سے بری ہے وہ کانا نہیں ہو سکتا۔ (بخاری شریف)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آپ کا جو پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) جو عالم کیلئے رحمت ہی رحمت تھا اس کے موجود ہونے پر قیامت کا قائم ہونا کیسے ممکن تھا وہ کان اللہ لیحد بہم انت فیمم ہذا اگر کوئی شخص صرف ان احادیث کو اٹھا کر قیامت کا کارڈ ڈالے یا اس کے وقوع کے تردد میں پڑ جائے تو یہ اسی کی قہمی اور قصور فہم کا سبب ہو اس کو حدیثوں کے سر رکھ دینا اور یہ میرے نادانانہی پر اسی طرح احادیث فقہ میں اس قسم کے ابہامات پیش آئے ہیں کہ اپنی اپنی فہم کے مطابق علما نے ان کی تفسیر میں کسی قدر غلط کام لیا ہے حالانکہ جب حدیث میں ان کے طور کا وقت معین ہو اور ساری تفسیر مذکور ہے تو پھر اپنی جانب سے اس کی تفسیر میں غلط بازی سے ہم

۴۴ کام لے کر اس کو حدیث کی طرف منسوب کر ڈالنا خلاف واقع ہے۔

(۱۶۲۱) حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ جب اس عظیم ترین فتنے کا ظہور قریب ہو گا تو جس طرح انبیاء علیہم السلام کے ظہور سے پہلے برکات (ارباب) کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اسی طرح اس فتنے سے پہلے برکات کا فائدہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ بارش، غلہ اور اسی کے ساتھ سب حیوانات ختم ہو جائیں گے۔ اس بے سرو سامانی میں وہ اس مانند سالان کے ساتھ آئے گا کہ ایک برباد شدہ کسان کے حیوانات زندہ کر دے گا اور ایک شخص سے اس کے باپ اور بھائی کے دوبارہ زندہ کر دینے کا وعدہ کرے گا۔ اب سوچئے کہ ضعیف انسان کی بے علمی اور اسی کے ساتھ جب افلاس کی سختی بھی یکجا جمع ہو جائے تو اس کی آزمائش کا میدان کتنا سخت ہو جائے گا۔ مردہ کا زندہ کرنا ہی کچھ کم بات نہیں پھر ایک کسان کے لئے اس کے جانور اور ان سے بڑھ کر اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ اس سے زیادہ پیاری چیزیں ہو سکتی ہیں؟ کون ہے جو اس فتنے کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اگر کہیں حدیث نے اس کی انجوبہ نایتوں کا راز فاش نہ کر دیا ہو تا تو آج بھی بہت سے ضعیف الایمان تردد میں پڑ جاتے! مگر جب یہ بات صاف ہو گئی کہ یہ سب کچھ شیطانی تصرفات اور شہدے ہوں گے

الشَّيْطَانُ نَحْوَ آيَةٍ وَنَحْوَ آخِرَةٍ قَالَتْ لَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ
لَمْ رَجِعْ وَالْقَوْمُ فِي إِهْقَامٍ وَغَمٍّ مِمَّا حَدَّثَهُمْ قَالَتْ فَلَخَذَ بِلَحْمَتِي الْبَابَ فَقَالَ
قَهِيمٌ أَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ خَلَعْتُ أَفْنِدًا تَنَابُذُ كَرَامَ الدَّجَالِ قَالَتْ يَا نَحْوِ
وَأَنَا حَيٌّ فَأَنَا حَيٌّ بِمَا لَا قَاتِلَ لِي خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِلَّهِ
أَنَا النَّجْمُ يَجِيئُنَا فَمَا تُخْبِرُنَا حَتَّى تَجُوعَ فَكَيْفَ يَا الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزَى هَهُمْ
مَا يُجْزَى أَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ الشَّيْءِ وَالتَّقْدِيرِ (سُورَةُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالطَّيَالِسِيُّ)

کیوں نہیں؟ بس اس کے بعد شیطان اس کے باپ بھائی کی صورت بن کر آجائے گا۔ حضرت اسماءؓ
کہتی ہیں کہ یہ بیان فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت سے باہر تشریف لے گئے اس کے بعد
نوٹ کر دیکھا تو لوگ آپ کے اس بیان کے بعد سے بڑے فکر و غم میں پڑے ہوئے تھے۔ اسماءؓ کہتی ہیں کہ
آپ نے دروازہ کے دونوں کواڑ پکڑ کر فرمایا اسماءؓ کہ کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! دجال
کا ذکر سن کر ہمارے دل تو سینے سے نکل پڑتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہوا تو میں
اس سے نمٹ لوں گا۔ ورنہ میرے بعد پھر ہر مومن کا نگہبان میرا رب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا حال جب آج یہ ہے کہ ہم آٹا لڑھکا چاہتے ہیں مگر غم کے مارے اس کو ابھی طرح
گوندہ بھی نہیں سکتے چہ جائے کہ روٹی پکان سکیں بھوکے ہی رہتے ہیں تو بھلا اُس دن مومنوں کا حال کیا
ہوگا جب یہ فتنہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ آپ نے فرمایا اس دن ان کو وہ غذا کافی ہوگی جو آسمان
کے فرشتوں کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس۔ (احمد)

قواب کوئی اشکال نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ دجال جب خدائی کا مدعی ہو تو اس کو خدائی کا سامان بھی دکھانا ضروری ہے
اس لئے اس کے ساتھ جنت و دوزخ کا ہونا بھی ضروری ہے اور مردہ کو زندہ کرنے کا دعویٰ بھی ضروری ہے مگر
حدیث کہتی ہے کہ یہ سب کچھ بازگیر کے تماشے سے زیادہ نہ ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر
اس کو قتل کر دیں گے تو اس کی خدائی کا یہ سارا ڈھونگ ایک بندہ کے ہاتھوں کھل ہی جائے گا۔

شیاطین اور ان کے تصرفات کی تفصیلات انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آپ کے ملاحظہ سے گزریں گی۔ مگر اتنی
بات اجالا یہاں بھی سن لیجئے کہ امور خیر کی تائید فرشتے اور شر کی شیاطین کرتے رہتے ہیں پھر جو طاقت جتنی بڑی
مرکزی ہوتی ہے اسی قدر اس اعانت میں بھی قوت اور ضعف کا فرق ہو جاتا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کی
تائید میں سارا عالم ملکوت نظر آتا ہے اس کے بالمقابل دجال کی تائید میں سارا عالم شیاطین ہی ہونا چاہئے۔
جن کی نظر صرف ایک عالم مادی اور اس عالم کے بھی ایک مختصر اور محدود گوشہ میں محصور ہو کر رہ جائے۔ ان
بیچاروں کے لئے ان حقائق کا سمجھنا بھی مشکل ہے!

(۱۶۲۲) عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَالِ الْكُذِّبِ سَأَلْتُهُ وَآنَهُ قَالَ مَا يَصُورُ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعْجَبِلَ خُبْرًا وَتَهْرُمًا قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ - (متفق عليه)

(۱۶۲۳) وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْني ابْنِ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ هُوَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ مَاذَا تَرَى قَالَ أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ

(۱۶۲۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ دجال کے متعلق جتنے سوالات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہیں اتنے کسی اور شخص نے نہیں کئے، آپ نے فرمایا کہ دجال بھلا تم کو کیا نقصان پہنچائے گا۔ میں نے عرض کی لوگ تو یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو بیڑوں کا پیار اور پانی کی نہر ہوگی یعنی قحط میں منق کا پورا سامان ہوگا) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر و ذلیل تر ہے کہ اس کو یہ سانس ملے (جو ہوگا اس کی حقیقت سب شعبہ باری اور نظر بندی سے زیادہ نہ ہوگی جیسے ساحرین فرعون کی رسیوں کی)۔

(۱۶۲۳) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر کا اور ابن صیاد کا مدینہ کے کسی راستے میں کہیں آنا سامنا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا: تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں یقینی اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اس پر وہ بدبخت بولا: اچھا کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کا یہ جملہ سن کر آپ نے فرمایا میں تو اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اور سب رسولوں پر ایمان لا چکا۔ (اس کے بعد آپ نے اس سے پوچھا) بھلا تجھے نظر کیا آتا ہے؟ وہ بولا مجھ کو پانی پر عرش (ایک تخت) نظر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو عرش ابلیس ہے جو تجھ کو سمندر پر نظر آتا ہے۔ اچھا تجھ کو اور کیا

(۱۶۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سب سے پہلے اس سے اپنی رسالت کے متعلق سوال کیا کہ مقبول یا مہرود ہونے کا سب سے پہلا معیار یہی ہے مگر اس نے شروع ہی سے نام مقبول بات شروع کی اور اپنے متعلق آپ سے یہی سوال کیا اس پر آپ کا جواب کتابلیغ تھا کہ آپ نے کسی بے اصل بات کو قابل تردید بھی نہیں سمجھا کیونکہ تردید بھی اسی بات کی کیا جاتی ہے جس کا کوئی امکان بھی ہو لہذا آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان کا اظہار کر کے اس کو صحیح جواب بھی دیدیا اور خاص اس کے سوال کے جواب سے اعراض بھی کر لیا۔ اس کے بعد جب آپ نے مزید تحقیق فرمائی تو اس نے ایک عرش دیکھنا بتایا۔ آپ نے وضاحت فرمادی کہ وہ تو عرش شیطان ہے اس نے بھی اپنے اعوان و انصار کے لئے ایک عرش بچھا رکھا ہے

قَالَ وَمَا تَرَى قَالَ أَرَى صَادِقِينَ وَكَاذِبًا وَكَاذِبِينَ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَدْعُوهُ (رواه مسلم)

(۱۶۲۴) وَهَذَا عَنْ ابْنِ صَبَّاحٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكُهُ بَيْضَاءُ مِثْلُ خَالِصٍ (رواه مسلم)

(۱۶۲۵) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيتُهُ وَلَقَرْتُ عَيْنَهُ فَقُلْتُ مَتَى قَعَلْتُ عَيْنُكَ مَا أَرَى قَالَ لَا أَدْرِي قُلْتُ لَا تَدْرِي وَهِيَ فِي رَأْسِكَ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ حَتَّمَهَا فِي عَصَاكَ قَالَ فَتَحَرَّ كَأَشَدِّ تَحَرُّرِ حِمَارٍ مِمَّتْ (رواه مسلم)

(۱۶۲۶) عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ آتَانَا نِدَاءٌ أَطْوَفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجَعَ إِذَا مُمْسَبُ الشَّعْرِ يَنْطِفُ وَأَوْفَرُ أَقْ رَأْسُهُ نَادَتْ مَنْ هَذَا قَالُوا

نظراتا ہے؟ وہ بولا میرے پاس دو بچے ایک جھوٹا، یاد جھوٹے تو ایک سچا شخص نظر آتا ہے آپ نے فرمایا چھوڑ اس کو خود ہی اپنی حقیقت کا پتہ نہیں (مسلم)

(۱۶۲۳) ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جنت کی مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ میدہ کی طرح سفید اور مشک خالص کی طرح خوشبودار ہے۔ (مسلم شریف)

(۱۶۲۵) ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ کو جب میں نے دیکھا تھا تو اس وقت اس کی آنکھ خراب ہو چکی تھی، میں نے پوچھا تیری یہ آنکھ کب خراب ہوئی؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا اچھا وہ تیرے سر میں ہے اور پھر بھی تجھ کو معلوم نہیں اس نے کہا اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو تیری لکڑی میں اسے پیدا فرمادے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک ایسی زور کی آواز نکالی جیسے گدھے کی زور کی پیچ ہوتی ہے۔

(۱۶۲۶) ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا اور خواب میں طواف کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص میں گندم گوں رنگ سیدھے سیدھے بال یوں معلوم ہوتا ہے

اس کے بعد جب تپنے سے اس کے پاس خبریں لانے والے کے متعلق سوال کیا تو بات بالکل صاف ہو گئی کیونکہ نبی کو خبر دینے والے میں کادب ہونے کا احتمال ہی نہیں ہوتا وہ صادق ہی صلیق ہوتا ہے جس کو دوسری اور ایک جھوٹی یا اس کے برعکس خبریں معلوم ہوں تو یہ اس کے کاہن ہونے کی دلیل ہے اس لئے اس کے بعد آپ نے اس سے اور کوئی سوال نہیں کیا اور بات صاف ہو گئی۔ اس حدیث میں ایک قابل غور بات یہ بھی نکلتی ہے کہ ابن عباسؓ میں دجالت کی علامات میں تدریج بھی ہے جیسا کہ وقد نفرت عینہ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے اسی پر دوسری علامات کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(۱۶۲۶) دوسری حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ وہ عوۃ بن مسعودؓ کے بہت مشابہ ہیں اس حدیث کی تشبیہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابن ہرودہؓ افراد سے مراد خاص خاص اشخاص ہیں تو انگریز یا وہ شخص مراد نہیں جو عیسیٰ ابن مریمؑ کی صفات یا ہیئت کا حامل نہ ہو جیسا کہ یہاں بعض عین کا دعویٰ ہے۔

ابن مریم ثم ذهبت التفت فإذا رجل جسيم أحمر جعد الرأس أغور العين
كان عينه عنبه طافئة قالوا هذا الدجال أقرّب الناس بهشبا ابن قطن
رجل من خزاعة. (سواء البخاری)

(۱۶۲۷) عن عائشة أخبرته قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا ابني
فقال لي مايتيك قلت يا رسول الله ذكرت الدجال فبكت فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم إن يخرج وأنا حي فبكموه وإن يخرج الدجال بعدى فإن ربكم عز وجل
ليس يا غوران يخرج في يهودية أصفهان حتى يأتي المدينة فيزول ناحيتها ولها
يومئذ سبع أبواب على كل نقيب منها ملكان فيخرج إليهم أئمة أهلها حتى يأتي الشام
مدينة فلسطين بباب لذر وقال أبو داود مرة حتى يأتي فلسطين بباب لذر فيزول
عيسى عليه السلام فيقتله ثم يملك عيسى عليه السلام في الأرض أربعين سنة إماما
عذلا وحكما ومقيطا. (مسند احمد)

کہ ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں حضرت
عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) پھر جو سری توجہ دلا دوسری طرف گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بچہ چوڑا آدمی
سرخ رنگ سخت گھونگر والے بال آنکھ سے کانایک آنکھ ایسی تھی جیسا ابھرا ہوا انگور لوگوں نے
بتایا یہ ہے دجال اکبر اور سب سے زیادہ مشابہ شخص دیکھنا چاہو تو بس خزاعۃ قبیلہ کا یہ عبد العزی بن
قطن ہے وہ ٹھیک اسی صورت کا تھا۔

(۱۶۲۷) حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے دیکھا تو
میں رو رہی تھی آپ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دجال کا
ذکر اس طرح فرمایا کہ اس غم میں مجھ کو بیاختہ رونا آگیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ نکلا اور میں اس وقت موجود ہوا
تو تمہاری طرف سے میں اس سے منٹ لونگا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو پھر یہ بات یاد رکھنا کہ تمہارا پروردگار
کانا نہیں ہے (اور وہ کانا ہوگا) جب وہ نکلے گا تو اس کے ساتھی اصفہان کے یہودیوں کے یہاں شک کہ
جب مدینہ آئے گا تو یہاں ایک طرف آکر اترے گا اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر
درازہ پر دو دو فرشتے نگران ہوں گے جو اس کو اندر آنے سے مانع ہوں گے مدینہ میں جو بد اعمال لوگ آباد ہیں وہ
نکل کر خود اس کے پاس چلے جائیں گے اس کے بعد وہ فلسطین میں باب لذر آئے گا عیسیٰ علیہ السلام نزول
فرما چکے ہوں گے اور یہاں وہ اس کو قتل کریں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک ایک مصنف امام

کی حیثیت سے زمین پر زندہ رہیں گے۔ (مسند احمد)

جس کو بھی یہ زمانہ ملے اس کو چاہئے کہ جو آگ معلوم ہو رہی ہو اُسی میں داخل ہو جائے کیونکہ درحقیقت وہ آبِ خنک ہوگا۔ یہاں مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ رجال کی ایک آنکھ میں موٹا سا ناخن ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہوں گے جس کو ہر مومن پڑھ لے گا چاہے وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر۔ اور ایک روایت میں۔ کاف۔ الف۔ یا۔ ہوگا

کم از کم ایک مصنف کے لئے حقیقت یہ ہے کہ دجال اگر قوم کا لقب ہو تو ابن صیاد کے متعلق حدیثیں اس کی تردید کے لئے کافی ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابن صیاد کسی قوم کا لقب تھا اور نہ اس کے وجود شخصی کے دیکھ لینے کے بعد اور اس کے والدین کے نام و نسب کی تحقیق کے بعد اس کی گنجائش نکل سکتی ہے پھر ابن صیاد کے دجال کہنے سے احادیث صحیحہ کے انکار کے سوا اور فائدہ کیا جبکہ احادیث صحیحہ میں یہ بیان موجود ہے کہ اس کا قاتل عمر بن عبدالمطلب ہی نہیں ہو سکتا بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مقرر ہیں اور وہ بھی اس ثبوت کے لئے اپنے نیزہ میں اس کا خون دکھا دکھا کر یہ یقین دلائیں گے کہ میں جو عالم تقدیر میں اس کا قاتل مقرر ہو چکا ہوں وہ کوئی معنوی قتل نہیں ہے جو صرف کتابوں کے لکھ دینے سے پورا ہو جاتا بلکہ ایک حسی قتل ہے۔

فَإِنَّ عَذَابَ بَارِئٍ - (سراواہ البخاری نمبر ۱۷۰۰) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَنَّ الدَّجَالَ مَسْجُورٌ
الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظُفْرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُ كُلُّ مُلْحِنٍ كَاتِبُهُ إِذْ غُيِّرُ
كَاتِبٌ وَفِي رِوَايَةٍ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ - ف. ر. وَفِي رِوَايَةِ الْكَافِ وَالْفَاءِ كَلَامُهُ

جس کو بھی یہ زمانہ ملے اس کو چاہئے کہ جو آگ معلوم ہو رہی ہو اسی میں داخل ہو جائے کیونکہ درحقیقت
وہ آبِ خنک ہوگا۔ یہاں مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ دجال کی ایک آنکھ میں موٹا سا ناخن
ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہوں گے جس کو
ہر مومن پڑھ لے گا چاہے وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں کے درمیان
ک. ف. ر. - اور ایک روایت میں - کاف. الف. لا - ہوگا

کم از کم ایک مصنف کے لئے حقیقت یہ ہے کہ دجال اگر قوم کا لقب ہو تو ابنِ صیاد کے متعلق حدیثیں
اس کی تردید کے لئے کافی ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابنِ صیاد کسی قوم کا لقب تھا اور نہ
اس کے وجود شخصی کے دیکھ لینے کے بعد اور اس کے والدین کے نام و نسب کی تحقیق کے بعد اس کی
گنجائش نکل سکتی ہے پھر بنِ صیاد کے دجال ہونے سے احادیثِ صحیحہ کے انکار کے سوا اور فائدہ کیا جبکہ
احادیثِ صحیحہ میں یہ بیان موجود ہے کہ اس کا قاتل عمر بنی ہاشم بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد
مطلب بن اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد مناف
مقرر ہیں اور وہ بھی اس ثبوت کے لئے اپنے نیزہ میں اس کا خون دکھا دکھا کر یہ یقین دلائیں گے کہ میں جو
عالم تقدیر میں اس کا قاتل مقرر ہو چکا ہوں وہ کوئی معنوی قتل نہیں ہے جو صرف کتابوں کے لکھ دینے سے
پورا ہو جاتا بلکہ ایک حسی قتل ہے۔

=====

دجالی فتنہ

یہ واضح رہنا چاہئے کہ وہ دجالی فتنہ جس کا حدیثوں میں تذکرہ آتا ہے اور جس سے تحفظ کا علاج سورہ کہف کی تلاوت کرنا قرار دیا گیا ہے وہ اسی کے دور میں ظہور پذیر ہوگا۔ جبکہ ایک طرف وہ خدائی کا دعویٰ اور اس سے پہلے رسالت کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ساتھ ایسے خارق عادات افعال بھی دکھلائے گا جو بظاہر اس کے دعوے کے مؤید نظر آئیں گے اور اس وجہ سے بہت سے لوگوں کے ایمان متزلزل ہو جائیں گے ہمارے زمانے میں مادی ترقیات خواہ کتنی بھی ہو جائیں وہ سب مادی قوانین کے تحت ہیں ان کو دجالی فتنہ سمجھنا بالکل بے محل بلکہ خلاف واقع بات ہے اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانے میں جو جدید ایجادات سامنے آرہی ہیں وہ عجیب سے عجیب تر ہیں لیکن موجودہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں سب ہی اس میں شریک ہیں اور اس سلسلے میں ایک دوسرے سے مسابقت میں خوب سرگرم ہیں اور ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میدان کا ہیرو کون ہے اس لئے بھی ان میں سے کسی کو دجالی فتنہ قرار دینا قبل از وقت ہے بلکہ ان کو اس کے مقدمات میں شمار کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس کا مقدمہ دینی جہل، ضعف ایمانی اور طغیانی طاقتوں کا ہمہ گیر اقتدار ہے۔

حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ دجال خود یہودی النسل ہوگا اور اس کے تمام متبعین بھی سب یہودی ہوں گے اور میں حیث القوم وہی اس پر ایمان لائیں گے اس لئے دجالی فتنہ کا مرکز درحقیقت یہود ہیں اور اس لئے ہمارے زمانے میں یہودی مملکت کا قیام اور ان کی متفرق طاقتوں کا ایک مرکز پر جمع ہونا اور اسی جگہ جمع ہونا جہاں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور مقدمہ ہے اگر اس کو دجالی فتنہ کا مقدمہ کہا جائے تو بجا ہوگا اب رہے نصابی تو وہ ابھی تک عیسائیت کے کم از کم دعویٰ ضروری ہے، اور گویا نیت کے آخر نقطہ پر پہنچ چکے ہیں مگر ان کا زبانی دعویٰ اب بھی صلیب پرستی ہی کا ہے۔ اور ہر دس گونہ الٰہیت تو نہیں لیکن اس سے بڑھ کر خدا کے برحق کا علی الاعلان منکر بھی کوئی نہیں۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد عیسائی تو ان پر ایمان لے آئیں گے جیسا کہ ان من اهل الکتاب (سورہ نساء) کی تفسیر میں آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہودی ایک ایک کر کے قتل ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر وہ کسی درخت کی آڑ میں چھپ کر پناہ لینا چاہے گا تو وہ درخت بول اٹھے گا: "دیکھو میرے پیچھے یہ یہودی ہے اس کو بھی قتل کرو" اس سوانح حیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنہ

تمام تر تعلق یہود کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے زمانے کی مادی ترقیات کے ساتھ اس کا تعلق کچھ نہیں ہے اور نہ ان اقوام میں سے خاص طور پر کسی ایک قوم کے ساتھ ہے جن کے ذریعہ یہ ترقیات سامنے آرہی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر سورۃ کہف کے اور اس فتنے سے تحفظ کے درمیان ربط کیا ہے کہ اسی کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اولاً اصولاً یہ سمجھ لیجئے کہ خوارق جس طرح خود سببیت اور مسببیت کے علاقہ سے باہر نظر آتے ہیں اسی طرح جو افعال ان کے مقابل ہیں وہ بھی سببیت کے علاقہ سے بالاتر ہوتے ہیں مثلاً "نظر کا لگنا" سبب جانتے ہیں کہ یہ صحیح حقیقت ہے اور گو علمائے اس کی معقولیت کے اسباب بھی لکھے ہیں مگر بظاہر اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا اسی لئے بہت سے اشخاص تو اب تک اس کے قائل ہی نہیں اور اس کو صرف ایک وہم پرستی اور تخیل سمجھتے ہیں لیکن اس کے دفعیہ کے لئے جو صورتیں مجرب ہیں وہ بھی اکثر اسی طرح غیر قیاسی ہیں۔ اسی طرح ستمی جانوروں کے کاٹنے کے جو منتر اور افسوں میں وہ اکثر یا تو بے معنی ہیں اور جن کے معنی کچھ مفہوم میں بھی ان میں سمیت دفع کرنے کا کوئی سبب ظاہر نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں بہت سی سورتوں کے خواص مذکور ہیں مثلاً سورۃ فاتحہ کہ وہ بہت سے لاعلاج امراض کے لئے شفا ہے اب یہاں ہر جگہ اس مرض اور اس سورت کے منافع میں مناسبت پیدا کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا بیکار کی سعی ہے۔ پھر اس قسم کی ذہنی مناسبت انسانی دماغ ہر جگہ نکال سکتا ہے اس لئے ہمارے نزدیک اس کاوش میں پڑنا مفت کی درد مری ہے۔ لیکن باایں ہمہ اگر سورۃ کہف اور دجال فتنہ کے درمیان کوئی تناسب معلوم کرنا ہی ناگزیر ہو تو پھر بالکل صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اصحاب کہف بھی کفر و ارتداد کے ایک زبردست فتنہ میں مبتلا ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کے دل مضبوط رکھے اور اسلام پر ان کو ثابت قدم رکھا جیسا کہ اس سورت کے شروع ہی میں ارشاد ہے: **وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهَا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا**۔

پس جس طرح صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ محفوظ رہے تھے اسی طرح جب دجال کا سب زبردست ارتداد کفر کا فتنہ نمودار ہوگا تو اس وقت بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی سے لوگوں کے ایمان مضبوط رہیں گے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اس سورۃ کا نزول کفار کی فریادیں پر ہوا تھا، اس لئے جیسے ان کے جواب میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور اس مناسبت کا یعنی فتنہ دجال اور سورۃ کہف سے اس سے تحفظ کا کہیں ذکر نہیں آتا صرف ایک قیاس آرائی اور قافیہ بندی ہی کہا جاسکتا ہے اور جس کو حدیث قرآن سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ ان بے ٹکی باتوں میں پڑ سکتا ہے۔ دجال سے قبل ہی

چند نشانیاں نہیں بلکہ بہت سی علامات مذکور ہیں جن کے اور دجال کے درمیان جوڑ لگانا ایک بڑی دوسری ہے یہاں قرآن کریم نے اپنی صفات میں سے جہاں اپنا قیام ہونا ذکر فرمایا ہے اور عیسائیت کی تردید فرمائی ہے وہ قرآن عام مضامین میں سے ایک اہم مضمون ہے جو متعدد اسالیب سے متعدد سُوَد میں مذکور ہے لیکن ان سُوَر کی تلاوت کو کہیں یاد نہیں آتا کہ دجالی فتنے کے تحفظ کے لئے شمار کیا گیا ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہونہ ہو اس سورۃ خاصہ میں کوئی سبب دوسرا ہوگا۔ ابھی آپ سن چکے ہیں کہ اس سورت کے اول میں چند اشخاص کے تحفظ ایمان کی ایسی عجیب صورت مذکور ہے جس کو قرآن نے اپنے الفاظ میں یوں ادا فرمایا ہے: **وَحَسْبُہُمْ اِیْقَظًا وَہُمْ دُودٌ۔**

گو کہ یہ واقعہ قدرت الہیہ کے سامنے کچھ تعجب خیز نہ ہو لیکن ایک ضعیف البیان انسان کیلئے ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر وہ اس کی نظروں میں تعجب خیز نظر آئے تو کچھ تعجب نہیں۔ اس واقعہ کو ذکر فرما کر قرآن کریم نے جو نتیجہ خود اخذ کیا ہے وہ اثبات قیامت ہے چنانچہ اس قصہ کو پورا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: **وَكَذٰلِكَ اَعِزَّنَا عَلَیْہِمْ لَیَعْلَمُوْا اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَاِنَّ السَّاعَۃَ اَتِیْةٌۭ** لاریب فیہا اور دجال کی طرف کہیں اٹکن تک یاد نہیں آتا۔ ہاں حدیث میں بیشک اس سورت کے اوائل کے ساتھ اس کے اواخر کا تذکرہ ملتا ہے۔ اب اگر اوائل میں کھینچا تانی کر کے عیسائیت کو دجال کا فتنہ قرار دے ڈالا جائے تو پھر اس کے اواخر کے متعلق کیا کہا جائے گا جن میں عیسائیت کی تردید پر کوئی زعم نہیں دیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنے سے اور عیسائیت کی تردید سے یہاں کوئی تعلق نہیں۔ اگر غصہ سے دیکھا جائے تو اس فتنے میں دوسرے عیسائیوں سے دو قدم آگے نظر آتا ہے تو پھر یہ بے جوڑ بات کہنے کی ضرورت کیا اور عیسائیوں کے تقدم کو اس کی انتہائی شاعت کے باوجود دجالی فتنہ قرار دے ڈالنے سے غرض کیا۔ اصل یہ ہے کہ بہت سی قومیں جب دجال کا ظہور نہ پا سکیں تو انہوں نے دجال کی احادیث کی پیش گوئیاں پورا کرنے کے لئے خواہ مخواہ کی یہ زحمت اٹھائی۔ یہ زحمت اُس زحمت سے کم نہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تہذیب اپنے زبانی میں نہ دیکھ کر خود عیسیٰ ابن مریم بننے کی سعی ناتمام کی، اگرچہ ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مابین شہر اور نام اور کام اور محل دفن وغیرہ کا اختلاف ہی کیوں نہ ہو مگر اس پر بھی آخر کار انہوں نے ایک عیسیٰ ابن مریم تجویز ہی کر لیا اور لاکھوں انسانوں نے ان کی اس بدیہی غلطی میں تقلید ہی کر ڈالی۔ اسی طرح یہاں عیسائیوں کا جرم تو مسلم ہے مگر انہی کو دجالی فتنہ قرار دے ڈالنا پھر سورۃ کہف کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب سمجھ لینا یہ علی غلطی ہے جس کا نہ احادیث سے کوئی پتہ لگتا ہے اور نہ تاریخ کا

کوئی ثبوت۔ ہاں اگر صرف قیاس آسمانی کا لی ہو تو بات دوسری ہے، وہ عیسائیوں کو تو ان پر ایمان لانا ہے۔ ہاں یہودیوں کو ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار جانا ہے اور اس طرح ان دونوں قوموں کا حشر آنکھوں کو نظر آنا ہے۔ پھر دجالی فتنے کو ان پر منطبق کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے کچھ گنجائش ہے اور دجالی فتنے کو کسی فرق پر منطبق کرنا ہی ہے تو یہود کے حق میں اس کا کوئی امکان پیدا ہو سکتا ہے اور بس۔

والحمد لله اولاً و آخراً

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلق سیدنا محمد و آلہ واصحابہ الذین
فی اولہم نبیہم و آخرہم الامام المہدی علیہ السلام (ولما الدجال
الاکبر فہو من الیہود لیس منا ولسنا منہ لہذا اللہ لعنا کبیراً)

چهار شنبہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۶۵ء

المدریۃ النور

بیت

المرتضیٰ
خلیفہ چہارم امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
کی سیرت مبارکہ پر بے مثال محققانہ تالیف



از مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

نفیسؑ

سید نفیس الحسنی

نفیس منزل
۳/۱۴۴۰ کرم پارک ○ لاہور
فون: ۷۷۲۸۱۹۰

قاسم علوم و اخیرات

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

اپنے معاصرہ کردہ کاروں کی نظموں

ترتیب

سید نفیس الحسنی

ناشر

سید احمد شہید کادی

نفیس منزل
۳/۱۴۴۰ کرم پارک ○ لاہور
فون: ۷۷۲۸۱۹۰

سید احمد شہید کا دی

حضرت حاجی املاؤ اللہ ربہم فی حقہ کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسنی

ناشر

سید احمد شہید کا دی

نفیس مکمل

۳/۱۴۴ کم پارک لاہور

فون: ۷۷۳۸۱۹۰

شہر لہور

بیاد

قطب اللہ شاہ حضرت مولانا شہید احمد محمد قدس سرہ (م ۱۳۲۳ھ)

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ (م ۱۳۲۴ھ)

قطب اللہ شاہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی قدس سرہ (م ۱۳۲۴ھ)

تالیف : نفیس الحسنی

ناشر

سید احمد شہید کا دی

لاہور ○ پاکستان

قادیانیت

مطالعہ — و — جائزہ

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء کھنڈ
رکھی عربی اکادمی، دمشق

ناشر

بیت الہدیٰ لکھنؤ
لاہور ○ پاکستان

تعلیق نامہ

اثرِ حامہ نفیس و مستم

جمع و ترتیب

حافظ نذیر حسین جمالی

ناشر

دارالنفائس
کریم پارک راوی روڈ لاہور

مطبع: اولپیا آرٹ پریس

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

هُمَا رَيْنَا نَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

”حسن اور حسین میری دنیا کی بہار ہیں“ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

تقریر: سید ابوبکر عزیزی

حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ

امیر المؤمنین سیدنا علیؑ اور سیدنا حسینؑ

کے بارے میں

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا صحیح مسئلہ

تحدیر

مولانا محمد وسین ندوی محرمی ششماہی استاذ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

علی حسین و زین سیدنا سیدنا سیدنا رضی اللہ عنہما

بز صغیر کے مایہ ناز مَنُوخ و مُحَقِّق اور عالمِ دین
قاضی طہر شہار کپوری کی لاجواب تصنیف

جس میں

حضرات علیؑ - حسینؑ - حسنؑ - ابن زبیرؑ - معاویہؑ - اور یزیدؑ
عمر بن سعد اور عبید اللہ بن زیاد و غیرہم کے معاملات و قضایا پر
حدیث اور تاریخ و رجال کی صحیح اور مستند کتابوں سے روشنی ڈالی
گئی ہے اور کتاب

خلافت معاویہ و یزید

کی افتر پردازیوں، غلط بیانیوں اور عبارتوں میں قطع و برید کی کارستانیوں کو بے نقاب
کیا گیا ہے نیز جن کتابوں سے اس کے مولف نے اپنا غلط مقصد ثابت کرنے کی
کوشش کی ہے ان ہی کتابوں سے صحیح واقعات اس طرح بیان کئے گئے ہیں
کہ طبع سلیم اور عقل مستقیم ان تشاجرات و قضایا کے بارے میں مطمئن ہو جائے۔

تلخیص

سید نفیس الحسینی